UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224441
UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN BOOK

224441

1957
تنقیح ۱۹۶۴
۶۱۱۰
۱۳۵۱ھ

ترکاریاں

باتصویر

اس کتاب میں ہندوستان اور ممالک غیر کی تمام تر وخشک ترکاریوں کی کاشت پرورش نگہداشت اور اُن سے فایدہ حاصل کرنے کی ترکیبیں درج ہیں جو ہندوستان میں کاشت ہوتی اور ہو سکتی ہیں

مرتبہ

بندہ محبوب عالم ایڈیٹر رسالہ زمیندار و باغبان و بیوپار لاہور

چوتھی مرتبہ

سنہ ۱۹۲۰ء

کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں میاں عبدالمجید کے اہتمام سے چھپا

قیمت - - - - - فی جلد - - - - - ایک روپیہ

خانہ باغ

حصّہ اوّل

موسوم بہ

ترکاریاں

آب و ہوا

مزارعان اور باغبانان کے لئے آب ہوا کا علم ایسا ہی ضروری ہے جیسے کہ طبیب کے لئے ادویات کی تاثیرات کا۔ آب و ہوا کا قدرتی اثر تمام حیوانات جمادات اور نباتات پر پڑتا ہے۔ ذی روح اور غیر ذی روح دونوں اسے اپنے طور پر محسوس کرتے ہیں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ منطقہ حارہ منطقہ معتدلہ اور منطقہ باردہ کے تمام چرند پرند پھل پھول پودوں اور انسانوں کے حواس اور جسمانی ساخت میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق زیادہ تر آب و ہوا کی خاصیت پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے کاشتکار اور باغبان گو بالعموم جاہل ہوتے ہیں مگر تاہم آب و ہوا کی ماہیت سے بہت کچھ عملی طور پر واقف ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عرصہ دراز سے ہندوستان میں پیشے موروثی چلے آتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کے پیشہ ور کچھ اپنے بزرگوں کی باتوں ان کے تجربوں کچھ اپنے پیشہ کی روایتوں عادتوں اور کچھ اپنے ذاتی مشاہدوں اور عملی تجربوں سے مستفید ہوتے چلے آتے ہیں اسی طرح

سے گو بے ڈھنگے طور پر اُن کو اپنے کام کی موٹی موٹی باتوں کا علم ہو جاتا ہے مگر بوجہ جہالت اُن کے نشیب و فراز اُن کی باریکیوں اور اُن سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے طریقوں اور ترکیبوں سے محروم رہتے ہیں اور زمانہ میں جو نئی نئی ایجادیں اور ترقیاں ہوتی رہتی ہیں اُن سے بھی وہ بے خبر رہتے ہیں صرف زبان دانی کی کتابیں پڑھ لینے یا قصہ کہانیوں کی کتابیں عبور کر لینے سے پیشہ وروں کو اُن کے کام میں خاک مدد نہیں مل سکتی تاوقتیکہ وہ خاص اپنے کام کے متعلق علم کو بطور سائنس کے مطالعہ نہ کریں ؎

ہندوستان میں موسموں کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ گرمی۔ برسات اور جاڑا۔ مگر ہندوستان کوئی چھوٹا سا ملک نہیں ہے اسے براعظم کہنا خلاف واقعات نہیں ہوگا۔ اس لئے یہاں کے پہاڑوں پر سال کے بڑے حصے میں ایک اور کیفیت رہتی ہے میدانوں میں کچھ اور۔ وہ علاقے جو سمندروں کے قریب ہیں اُن میں کچھ اور۔ غرضیکہ تمام ہندوستان میں ایک وقت میں یکساں موسم نہیں رہتا البتہ ہر جگہ موسم گرمی۔ برسات اور جاڑے میں کم و بیش ضرور تقسیم ہوتا ہے خواہ آگے پیچھے ہو۔ پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی میں چار مہینے نومبر۔ دسمبر۔ جنوری اور فروری جاڑے کے گنے جاتے ہیں۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی اور جون گرمی کے۔ اور جولائی۔ اگست۔ ستمبر اور اکتوبر برسات کے۔ دیوالی سے لوگ رات کو لحاف اوڑھنے لگ جاتے ہیں جو بالعموم اکتوبر کے آخیر میں ہوتی ہے۔ اکتوبر کے آخر میں صبح و شام خاصی خنکی ہوتی ہے بسنت کو جو بالعموم فروری کے شروع میں ہوتا ہے موسم کھل جاتا ہے ہوا میں وہ سردی نہیں رہتی جو بدن کو چبھے اور موسم خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ بسنت سے ہولی تک گلابی جاڑے رہتے ہیں اور یہ موسم بہار کا ہوتا ہے۔ اپریل کے وسط تک صبح و شام گرمی معلوم نہیں ہوتی۔ بعد میں آفتاب کی حرارت زیادہ ہو جاتی ہے اور لوئیں چلنے لگ جاتی ہیں کئی کئی دن تک آسمان پر گرد و غبار چھایا رہتا ہے آندھیاں چلتی ہیں اور حرارت آفتاب سے زمین خوب تپتی ہے ماہ جون کے وسط سے چھینٹا پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور جولائی میں خاصی برسات ہو جاتی ہے کبھی سیاہ مست گھٹائیں اٹھتی ہیں سرد ہوا چلتی ہے اور کبھی ایسا حبس ہو جاتا ہے کہ دم گھٹنے لگتا ہے۔ رات کو جب مطلع بالکل صاف ہوتا ہے تو جو

ہو سکتی ہے ہر موسم میں جداگانہ ہوائیں چلتی ہیں جن پر بارش کا آنا آندھی کا چلنا۔ بادل کا کھلنا اور فصل کا نفع و نقصان بہت کچھ منحصر ہے۔

لایق اور سمجھ دار مالیوں اور کاشت کاروں کی لیاقت پر یہ امر انحصار رکھتا ہے کہ وہ ہر موسم میں اپنی فصلوں کی کس طرح سے خبرداری کریں۔ موسم سرما میں سبزی و ترکاری کو جاڑے پالے کُہر اور دُھند سے نقصان نہ پہونچنے دیں۔ گرمی میں لوؤں کے تھپیڑوں سے سبزی کو جُھلسنے سے بچانے کے لئے کس وقت پانی دیں اور کیا اپاؤں کریں۔ برسات میں پانی کی بہتات سے پودوں اور بیلوں کو سڑنے سے بچاویں اور یہ کہ کس وقت کیا چیز بو دیں اس موقع پر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ بہت سے باغبان غیر ممالک کے بیج بونے میں سخت غلطی کر جاتے ہیں۔ وہ بیج جو انگلستان میں دسمبر یا جنوری میں بوئے جاسکتے ہیں وہی بیج ہندوستان میں اگر گرمی اور برسات کے اندر بوئے جاویں تو ممکن ہے کہ بہت سے نہ پھوٹیں اور نومبر تک وہیں پڑے رہیں۔ اور اس مہینہ میں زمین سے سر نکالیں۔ عام ولایتی ترکاریاں بونے کا موسم نومبر یا اکتوبر کے آخر میں شروع ہوتا ہے اس لئے مالیوں کو اکتوبر میں پوری پوری تیاری کرنی چاہئے۔ دیسی ترکاریاں جو گرمی کے موسم میں پکتی ہیں اُن کے بونے کا وقت فروری سے شروع ہو جاتا ہے اس لئے جنوری کے آخر میں بونے کی تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں۔ مثلاً زمین کا درست کرنا کھاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ۔

غرضکہ شمالی ہند میں موسم سرما شمال مشرقی ہواؤں سے شروع ہوتا ہے جو بالعموم ماہ نومبر سے چلنے لگتی ہیں اور وہ ماہ مارچ تک چلتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد جنوب مغربی ہوائیں چلنے لگتی ہیں جو موسم گرما کو لاتی ہیں اور جو ماہ جون میں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد گو ہوائیں اسی سمت میں عموماً چلتی رہتی ہیں مگر برسات شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں موسم کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ صبح ٹھنڈی تو دوپہر کو طپش۔ تیسرے پہر حبس اور رات کو گرمی اور سردی خلط ملط ہو کر عجیب ناگوار موسم بن جاتا ہے۔ مگر شروع شروع میں موسم اکثر اچھا رہتا ہے جسے ساون کی بہاریں کہتے ہیں۔ بھادوں میں موسم ... یا اکتوبر سے

کہ ہوا اور پانی کی اچھی طرح سے آمد و رفت ہو سکے۔ اور کاشتکار اس پر اچھی طرح سے بے تردد اور بلا زاید محنت کے کام کر سکے۔ بعض زمینوں کی اوپر کی سطح عمدہ ہوتی ہے مگر نیچے کی سطح مختلف نکلتی ہے۔ اس لئے جو زمین قریب دو فیٹ عمق تک ایسی ہو جس میں مناسب اجزاء متحرک اور غیر متحرک شامل ہوں اور مٹی قریباً یکساں خاصیت کی ہو وہ عمدہ گنی جاتی ہے۔

عمدہ زمین کی اور زیادہ تشریح اس طرح سے کر سکتے ہیں کہ جس کی مٹی کا بڑا حصہ متحرک اجزاء سے مشتمل ہو۔ اور ان متحرک اجزاء کے ساتھ مناسب اجزاء مٹی۔ ریت۔ لوہے۔ چونے گنیشیا وغیرہ کے ہوں۔ زرخیز زمین اُسے کہیں گے کہ جسے ہر مرتبہ زیادہ کھاد کی ضرورت نہ پڑے اور اگتا معقول فصل دے۔ ہلکی زمین اُسے کہیں گے کہ جس میں ریت کا جزو زیادہ اور چکنی مٹی کا جزو کم ہو اور کھاد کی بہت زیادہ ضرورت ہو۔ ریت کی زمین اُسے کہیں گے جو دریاؤں اور ندیوں کے کنارے ہو۔ یا دو دریاؤں یا ندیوں کے مابین واقع ہو جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بہتے ہوں۔ ریت زمین میں خالص ریت کا جزو بہت ہوتا ہے۔ اور اس قسم کی زمینوں میں کئی قسم کی سبز ترکاریاں اور تربوز خربوزے بہت عمدہ اور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ دریا کی تری ریت کو نشوونما کی بہت قوت عطا کرتی ہے۔ جب برسات میں ندی نالے اور دریا چڑھتے ہیں اور پہاڑوں سے زیادہ پانی آتا ہے تو یہ زمینیں غرقاب ہو جاتی ہیں اور جب پانی اُتر جاتا ہے تو برآمد ہو جاتی ہیں۔ پانی میں ڈوبے رہنے کی حالت میں یہ معقول خوراک حاصل کر لیتی ہیں۔

شمالی ہند میں زمین قدرتاً عمدہ ہے گو بعض مقامات میں کچھ نقص پایا جاتا ہے۔ مگر فی الجملہ اچھی ہے۔ اور نباتات کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے۔ اس میں چکنی مٹی کا خوب جزو ہوتا ہے۔ اور جب اسے اچھی طرح سے درست کر کے نازک سے نازک اور رس دار پودے بھی بوئے جاویں۔ وہ بھی عمدگی سے نشوونما پاتے ہیں۔ جس زمین میں ریت کا جزو زیادہ ہے وہ کھاد ڈالنے سے بالکل درست ہو جاتی ہے اور پیداوار بہت عمدہ ہوتی ہے اور نباتات کی کاشت کے لئے بدترین زمین وہ ہوتی ہے جس کی مٹی کے ڈھیلے بہت سخت ہوں اور توڑنے سے بھی اچھی طرح سے نہ ٹوٹیں۔

مگر خوشی کی بات ہے کہ ایسی اراضی کم ہے۔ نباتات بونے کے لئے جب زمین کا انتخاب کیا جائے تو حتی المقدور اس قسم کی زمین سے کنارہ کشی کرنی چاہیئے۔ اگر یہ بات مشکل ہو تو کچھ مضایقہ نہیں ہے اسے محنت اور توجہ سے درست کر سکتے ہیں۔ اول اس میں گہرا ہل چلوا دینا چاہیئے تاکہ مٹی پر موسمی آب و ہوا کا اثر ہو۔ سورج کی تپش، ہوا اور بارش اپنا اپنا رنگ دکھلائے پھر اس میں خوب ہلکی قسم کی کھاد ڈالی جائے۔ مثلاً گھوڑے کی لید پتی کی سڑی ہوئی کھاد۔ بازاروں کا کوڑا کرکٹ۔ مگر گوبر اور بیلے وغیرہ کی کھاد نہ ڈالیں کیونکہ اس قسم کی کھادیں شمار نہیں کی جاتیں +

شمالی ہند کے علاوہ شمال و جنوب کی زمین بھی بہت عمدہ ہے۔ یہ نباتات کی کاشت کے لئے بہت عمدہ ثابت ہوئی ہے۔ سندھ میں نباتات جس قسم کی چاہیں بو سکتے ہیں بنگال کے مشرقی حصہ میں بہت اچھی زمین بہت پائی جاتی ہے۔ فی الحال صوبہ بنگال کی زمین نباتات بونے کے مطلب کی ہے البتہ وسط ہند اور جنوبی ہند میں کئی مقامات پر زمین نباتات کے لئے موزوں نہیں ملتی۔ بہت خشک۔ سخت اور پتھریلی ہوتی ہے۔ مگر اسے ہم محنت سے مفید مطلب بنا سکتے ہیں۔ صوبہ بمبئی میں سرخ زمین دریا کے کنارے زمین میں نباتات کی کاشت بہت اچھی طرح سے ہوتی ہے اور اس قسم کی زمین کی بہت قدر کی جاتی ہے

نباتات بونے کے لئے زمین کس وضع کی تیار کرنی چاہیئے

نباتات بونے کے لئے کوئی خاص ایسا نقشہ نہیں ہے جس کے مطابق زمین کا بنانا ضروری ہو۔ یا کسی قطع وضع پر سب کو تیاری کرنی چاہیئے بلکہ ایک عام اصول کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ہر ایک زمین خواہ وہ کسی جگہ واقع ہو بہتر کاشت آ سکے وہ عام اصول یہ ہے کہ اگر بڑے بڑے کھیتوں میں ترکاریاں بونی ہوں تو قطعات مربع بنانے چاہئیں جن کے ارد گرد بلند ڈنڈی ہو اور چلنے پھرنے میں آسانی رہے۔ اور یہ چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیاں ایک بڑی ایک ڈنڈی سے جا ملیں جو وسط میں ہو۔ اگر نباتات باغیچوں میں بونی ہوں۔ تو مربع شکل کی یا گول کیاریاں بنانی چاہئیں جن کے گرد اگرد روشیں ہوں اور ان کے

ساتھ ساتھ پانی کی چھوٹی چھوٹی نالیاں ہوں۔ ان نالیوں کو ذرا ڈھلوان رکھنے کا اول سے
خیال رکھنا چاہئے تاکہ کنوئیں سے جو پانی چلے وہ برابر تیزی سے چلا آوے۔ ان نالیوں کو
کیاریوں میں داخل کرنیکے لئے روشوں کے نیچے سے نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے یا تو
کوئی پکا کھپرا وغیرہ رکھ کر روشوں کے نیچے سے ان نالیوں کو نکالنا چاہئے۔ تاکہ مٹی گر کر
ان نالیوں کا راستہ نہ بند کر دے۔ اگر نباتات کی کیاریوں کے آس پاس دور دور چھوٹے
چھوٹے پھلدار میوہ دار درخت مثلاً سنگترے نارنگیاں لیموں وغیرہ لگا دئے جاویں
تو چنداں ہرج نہیں ہے۔ بلکہ کسی قدر فائدہ ہے۔ مگر یہ درخت زیادہ نہیں ہونے چاہئیں
ورنہ سایہ کے باعث سے نباتات کی نشوونما کو ضرر پہنچے گا۔ بہت کم ایسی نباتات ہیں جو سایہ میں
پرورش پا سکتی ہیں اور اچھی طرح سے سرسبز ہو سکتی ہیں۔

تخم پاشی کے پہلے جب زمین کو درست کرنے لگیں تو اس کی حالت کو دیکھ لینا چاہئے۔
مثلاً موسم خشک ہے اور زمین بھی عرصہ سے پانی نہ ملنے کے باعث بہت خشک پڑی ہے
تو بہتر ہے کہ اس میں ہل چلانے یا پھاوڑہ چلانے کے پہلے اسے پانی دیدیا جائے اور جب
پانی جذب ہو جائے تو ہل یا پھاوڑہ سے درست کریں اس طرح سے علاوہ محنت کی بچت کے
زمین اچھی ہو جاتی ہے۔ اگر زمین بہت تر ہو تو اسے ہل یا پھاوڑہ سے اس وقت تک
درست نہ کریں جب تک کہ مٹی بھربھری نہ ہو جائے۔ ورنہ گیلی مٹی کے ڈھیلے سے بندھ جائینگے
اور سوکھ کر اینٹیں اور روڑے بن جائیں گے۔ ان کو توڑنے اور ریزہ کرنے میں دوچند
محنت درکار ہوگی اور علاوہ ازیں زیادہ کھاد کی ضرورت ہوگی۔

کھادیں

کھادیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔ معدنی نباتاتی اور حیوانی۔ اگر علم کیمیائے زراعت
کی رو سے دیکھا جائے تو ترکیبی کھادوں کے اتنے اقسام ہو گئے ہیں کہ جن کا ٹھیک گنتی میں
نہیں آسکتے اور روز بروز جیسے جیسے تجربات کی وسعت ہوتی جاتی ہے کھادوں کے نئے
نئے اقسام ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ مختلف کاشت کے لئے مختلف کھادیں استعمال کی جاتی ہیں

کھاد اس واسطے ڈالی جاتی ہے کہ مٹی میں معدنی۔ نباتاتی اور حیوانی اجزا مناسب طور پر مل کر اُسے تقویت دیں اور پیداوار کو بڑھائیں اور زمین میں جو کمزوری ہے یا جن اجزا کی کمی ہے اُسے پورا کریں۔ مگر بڑے بڑے تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں نباتات کی کاشت میں کھاد ڈالنے کے لئے معمولی اور نہایت سستی کھادیں نہایت مفید ہیں اور کھاد مجموعی بہت بیش بہا کھاد ہے جو آسانی سے ہر جگہ بخاطر خواہ مل سکتی ہے۔ کھاد مجموعی اُسے کہتے ہیں کہ جو مویشیوں کے باڑوں میں سے برآمد ہو۔ جس میں لید۔ گوبر۔ پیشاب۔ سڑا ہوا اور بھیگا ہوا بھوسہ۔ بچا ہوا چارہ وغیرہ شامل ہوتا ہے۔ دوسرے بازار کا کوڑا کرکٹ پتے۔ باورچی خانوں کے فضلات۔ گائے بھینس کا گوبر۔ بھیڑ بکری کی مینگنیاں کبوتر مرغیوں وغیرہ کی بیٹ۔ کم و بیش شامل ہوتی ہے۔ اس کو کھاد مجموعی کہتے ہیں اور یہ نباتات کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ کھاد عام نباتات کی کاشت کے لئے لکھا گیا ہے کئی نباتات کی ایسی قسمیں بھی ہیں جن کو خصوصیت کے ساتھ نفیس اور اعلیٰ درجہ کی پیداوار کیلئے خاص خاص قسم کی معدنی کھادیں دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کھادیں فصل کی اقسام کو دیکھ کر ڈالی جاتی ہیں۔ کھاد مجموعی کو کھیتوں اور کیاریوں میں ڈالنے سے پیشتر کسی جگہ ڈھیر لگوا کر کچھ عرصہ پڑا رہنے دیں تاکہ خمیر اٹھ کر سب اجزا ایک جان ہو جاویں۔ اگر تازہ ڈالی جاوے گی تو وہ موثر نہیں ہوگی۔ اور کئی مہینوں کے بعد کچھ زور دکھلائے گی۔ اگر اسے فضول پڑا رہنے سے نباتات کی فصل کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ زمین سے اُسے خوراک حاصل کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دیمک اور کیڑے مکوڑوں کی ضرر رسانی کا احتمال رہتا ہے +

ایک تجربہ کار صاحب نباتات کی کھاد بنانے اور اس کو استعمال کرنے کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ بجائے کھاد کو دھوپ میں خشک کرنے اور سڑانے کے یہ ترکیب بہت عمدہ ہے کہ جب سبزی ترکاریوں کا موسم ختم ہو چکے تو ان کے بچے ہوئے پودے [illegible] فوراً [illegible] باقی اسی [illegible] ہل چلا کر زمین میں دبا دیں۔ دوسری فصل بونے تک یہ کھیت [illegible] زمین کا [illegible] اسی طرح سے واپس آجائے گا [illegible] صاحب جن کی نباتات کی [illegible]

کی نسبت [illegible] جاتی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے خود یہ ترکیب کبھی نہیں آزمائی ۔
پتی کی [illegible] کھاد [illegible] کی ترکیب آسان ہے کہ باغیچہ یا کھیت کے کسی گوشہ میں جہاں
[illegible] ایک بڑا سا گڑھا کھود و اور اس میں باغیچہ یا کھیت کی جھڑی ہوئی پتیاں بلکہ نباتات
کا بقیہ [illegible] فصل کے پیچھے [illegible] بہت جمع ہوتا ہے ۔ اور
[illegible] درختوں کی پتیاں [illegible] باغیچہ اور کھیتوں کو پُر کر دیتی ہیں ان کو
اکٹھا کر کے ان گڑھوں میں بھروا دیا جاوے [illegible] اور موسم گرما میں اگر اس گڑھے میں
[illegible] باغیچہ یا کھیتوں کو پُر کر دیتی ہیں ان کو اکٹھا کر کے ان گڑھوں میں بھر دیا جاوے
اور موسم گرما میں اگر اس گڑھے میں دو چار مرتبہ پانی چھڑک دیا جاوے تو بہت بہتر ہوگا
اگر [illegible] کے ساتھ ہلکی سی مٹی کی تہ بھی ڈالتی جاوے تو مناسب ہوگا ۔ مثلاً پتوں کا ڈھیر
گڑھے میں ڈلوایا اور چند ٹوکریاں مٹی کی اوپر ڈلوا دیں تاکہ غلاف سا ہو جاوے ۔ پھر اسپر
پتیاں [illegible] اور پھر مٹی سے ڈھک دیا ۔ ڈیڑھ سال کے اندر یہ کھاد استعمال کے قابل
ہو جاوے گی اور بہت کام دیگی ۔ ممکن ہے کہ اس قسم کی کھاد میں سے کچھ کیڑے کوڑے
نکلیں لیکن بہت نہیں ہوں گے [illegible] ٹوکریاں بھر بھر کر کیاریوں اور کھیتوں
میں اس کے ڈالنے سے پہلے [illegible] وہ کیڑے کوڑے خود نکل کر بھاگ
جاویں گے ۔ [illegible] بڑے لوہے کے چھلنے میں ڈال کر چھان لے جڑوں کی راکھ بھی
خوب کھاد کا کام دیتی ہے ۔ اگر اس کے ساتھ [illegible] ملا دی جاوے جو کھیتوں کی ناکارہ
[illegible] نباتات

نباتات باغیچہ یا کھیتوں کو پانی سے سینچنا

[illegible] ہندوستان کے [illegible] نباتات کی
[illegible] کے لئے ٹھیک وقت پر پانی [illegible] یہاں تک پوچھا جاوے
[illegible] پر منحصر ہے [illegible] جاتی ہے

اور پودے اور بیلیں ماری جاتی ہیں پس کاشت کار کے لئے پانی کی سبت زیادہ توجہ
رکھنی لازم ہے بالکل بارش کے پانی کے سہارے ہندوستان میں نباتات کی کاشت
نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب موقعہ اور حسب مرضی بارش نہیں ہوتی اس لئے باغیچوں اور
کھیتوں کو پانی دینے کے لئے طریق مروج ہیں اور مقامی سہولتوں کے لحاظ سے ان سے
کام لیا جاتا ہے۔ پنجاب میں نباتات کے کھیتوں کو بالعموم رہٹ سے پانی دیا جاتا ہے
جسے معمولی بیلوں کی جوڑی بآسانی کھینچ سکتی ہے۔ اور پانی لگاتار کافی مقدار سے
نکلتا رہتا ہے۔ مگر رہٹ کے لئے کنواں وسیع پختہ اور گہرا ہونا ضروری ہے کنواں اور رہٹ
کی تیاری پر معقول لاگت آتی ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ کام عرصہ تک دیتا ہے
رہٹ کے سامان بھی [illegible] درست نہیں [illegible] لئے جہاں [illegible]
ہے یا گاؤں میں سے کوئی [illegible] میں پانی بھر کر [illegible] گاؤں کا
کمہار بنا دیتا ہے [illegible] کا کام لے لیتے ہیں اور [illegible] سے
سستا کام چل جاتا ہے۔ بعض بعض جگہ پر سادہ ڈھینگلی بھی [illegible]
جہاں ندی نالے پاس ہوتے ہیں ٹوکریوں سے [illegible] کھیتوں [illegible]
چرسے سے پانی دینے میں بیلوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور [illegible]
ہے جہاں پانی کنویں میں [illegible] ہو۔ اور ساتھ ہی اس سے [illegible]
[illegible] پانی نکالنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے [illegible]
[illegible]
کچھ زیادہ لاگت نہیں [illegible]
پر بہت سا [illegible]
ہیں اور اس لکڑی [illegible] کے موٹے موٹے کھمبوں کے وسط میں [illegible]
کر لیتے ہیں اور بیچ میں ایک چھوٹا سا لکڑی کا ٹکڑا دیتے ہیں [illegible]
قائم رہے اور اس [illegible]
ٹکڑا وسطی لکڑی ادھر ادھر [illegible]

ہے۔ بشرطیکہ زمین کو پانی موافق آوے۔ اور زیادہ محصول نہ دینا پڑے اور بآسانی رہے کھیتوں میں انگلیوں شہروں و قصبوں کی کھیتوں کے محکمہ آبرسانی سے بھی بعض بعض مقامات میں نباتات کو سیراب کرنے کے لئے پانی لیتے ہیں۔ مگر کسی قدر محصول زیادہ دینا پڑتا ہے۔ پانی دینے کے لئے یورپ میں طرح طرح کی کلیں اور پمپ ایجاد ہوئے ہیں مگر وہ زیادہ قیمتی ہیں۔ ہمارے غریب زمیندار بھی اس قدر صرفہ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ مگر ممالک مغربی و شمالی کے محکمہ زراعت نے جو چین پمپ (زنجیری نل) جاری کئے ہیں۔ وہ بہت ہلکے نہایت سستے اور بہت کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ چھوٹے ندی نالوں سے پانی لینے کی سہل ترکیب ٹوکریوں کے ذریعہ ہے۔ مضبوط بنی ہوئی ٹوکری کی دونوں طرف رسیاں باندھکر دو آدمی آمنے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جھٹکے سے پانی میں ڈال کر اسے بلندی پر اچھالتے جاتے ہیں۔ ہمارا اصلی مطلب یہ ہے کہ نباتات کو عین وقت پر پانی دینا مقدم ہے۔ یہ مقامی حالت اور کاشتکار کی مرضی پر منحصر ہے کہ کس طرح دے۔ ترکیبیں سب بتلادی گئی ہیں ۔

نباتات کے بیج بونا

اگرچہ چند قسم کی ترکاریاں قلموں اور جڑوں سے بھی بوئی جا سکتی ہیں مگر بالعموم ہر جگہ نباتات کی کاشت تخم سے ہوتی ہے۔ آگے چلکر جب ہم تفصیلوار ہر ایک ترکاری کا ذکر کریں گے اس وقت ساتھ کے ساتھ بیج ڈالنے اور پودا لگانے کا اور اس کے بونے کا موسم بھی بتلاتے جائیں گے۔ مگر بیج بونے میں کئی ضروری احتیاطیں مدنظر رکھنی چاہئیں اول تخم حتی المقدور سالم۔ عمدہ اور پورے پکے ہوئے جمع کرنا چاہئے ورنہ فصل کے ناقص نکلنے کا احتمال ہے۔ پھر فصل کو بہت پیچھے اس خیال سے نہیں بونا چاہئے کہ بہت سے بیج تیار ہو جاویں۔ کیونکہ بعد میں بونا کاری ہوتی ہے جس کا نتیجہ بہت تلخ ہوتا ہے مثلاً بعض اصحاب موسم سرما کی ترکاریوں کے بیج تخم فروشوں سے جولائی یا شروع اگست میں منگا لیتے ہیں اور فی الفور انہیں بغیر موسم اور آب و ہوا کا خیال کئے بو دیتے ہیں

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو بیج پھوٹتے ہی نہیں۔ اگر پھوٹتے ہیں تو پھولتے پھلتے نہیں۔ وہ ایسے اصحاب بجائے اسکے کہ اپنے قصور کے معترف ہوں بیجوں یا تخم فروشوں کو مطعون کرتے ہیں۔

بیج بوتے وقت یہ دیکھ لینا چاہئے کہ آیا کیاریاں جیسا کہ چاہئے درست ہو گئی ہیں یا نہیں۔ مٹی خوب باریک ہے۔ یکساں ہو گئی ہے۔ سطح خشک تو نہیں ہے اگر تر ہے تو اتنا تو نہیں کہ مٹی کیچڑ جیسی ہو گئی ہو۔ بوتے وقت مٹی میں تری ضرور ہونی چاہئے مگر ایسی کہ جس سے مٹی بھر بھری رہے۔ اور ہاتھ چپک نہ جائے۔ اگر بڑی ترکاریوں کے بیج مثلاً مٹر یا لوبئے وغیرہ کے بوتے ہیں تو انہیں ۲ یا ۳ انچ کی گہرائی میں دابنے چاہئیں۔ چھوٹے بیجوں کو آدھ انچ یا ایک انچ کے عمق میں دابنا چاہئے۔ مگر جو بیج بہت ہی چھوٹے ہوں ان کو چھڑک دیں۔ اور اوپر سے مٹی بھر بھرا دیں۔ بیج بونے کے بعد وقت پر پانی دینے کا خیال رکھنا چاہئے۔ ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ اگر زمین و ہوا مرطوب ہو تو جب تک بیج پھوٹ آویں۔ اس وقت تک پانی دینے کی ضرورت نہیں اگر زمین اور موسم خشک ہے تو بیج بوتے ہی پانی دینا چاہئے۔ اور پھر حسب ضرورت پانی دیتے رہیں ٭

آج کل وہ کمپنیاں جو پھولوں اور ترکاریوں کے بیج فروخت کرتی ہیں بیجوں کے ہمراہ ہدایات کا پرچہ بھی بھیجتی ہیں۔ ان پر بھی غور کرنا واجب ہے۔ کیونکہ بعض اقسام کے بیجوں کو رقیق کھادوں اور پانی میں بھگو کر بونا پڑتا ہے ورنہ وہ خاطر خواہ نشوو نما نہیں ہوتے ٭

بیجوں کی داشت

ہمارے ہاں بیجوں کو جس طرح رکھتے ہیں وہ طریقہ بہت ناقص ہے۔ اس طریق سے تخم کی قوت۔ تخمیہ بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ زور مارا جاتا ہے جو قدرتاً ہوتا ہے۔ شہروں اور قصبوں میں تخم فروش بیٹھے۔ آدھ پئے اور گرد و غبار چڑھے ہوئے بیجوں کو کھلے ٹوکروں میں ڈال کر عام سبزی فروشوں کی طرح چن دیتے

ہیں۔ اور کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں تک اسی حالت میں رکھتے ہیں۔ گرمی۔ سردی۔ برسات کے موسمی تغیر و تبدلات کا انہیں مطلق خیال نہیں۔ مگر انگریز اس بات کا بڑا خیال کرتے ہیں۔ اور ان کی حفاظت کو مقدم سمجھتے ہیں جہاں سے تخم منگوائے جاتے ہیں۔ وہاں سے کاغذ کی کئی کئی تہوں میں لپیٹے جاتے ہیں بکس نہایت احتیاط سے بند کیا جاتا ہے تاکہ ہوا کا نام تک اندر نہ جا سکے۔ اور موسمی تغیرات سے محفوظ رہیں۔ بونے کے لئے کھولے جاتے ہیں تو فی الفور بو دیئے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کھلے پڑے رہیں۔ ایک دفعہ جس بکس میں سے نکالے جاتے ہیں پھر اس میں نہیں رکھے جاتے کیونکہ ہوا اور نمی پہونچنے کا اندیشہ رہتا ہے اگر بیج رہیں تو بوتلوں میں بھر کر کاک کس کر لگا دیا جاتا ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے اب تخم فروش کمپنیوں نے پیچدار بکس تیار کرائے ہیں تاکہ حسب ضرورت بیج نکال لیں اور پھر پیچ سے بند کر دیں۔ مگر بہت سے انگریز اسے بھی قابل اطمینان نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بکس کا پیچ ڈھیلا ہو اور ہوا اور سیل کی رمق اندر جا سکے۔

ہندوستان میں بھی کوہ منصوری وغیرہ پر تخم فروش کمپنیاں ہیں جن کے بڑے بڑے کارخانہ ہیں۔ ان کے دنیا کے ہر حصہ میں گماشتے موجود رہتے ہیں جو ہر قسم کے بیج جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور عمدہ سے عمدہ بیج انتخاب کئے جاتے ہیں۔

سہارنپور اور لاہور کے سرکاری باغیچوں سے بھی بیج منگوا سکتے ہیں صرف درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ بوٹینکل گارڈن بھیجنے کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔ مقام اوٹکمنڈ (مدراس) سے بھی عمدہ قسم کی نباتات کے بیج مل سکتے ہیں جو نیل گری پربت کی چوٹیوں اور دیگر مقامات میں تیار کئے جاتے ہیں۔ کوہ منصوری سے بھی اچھی قسم کے تخم منگوا سکتے ہیں پہلے ان کی فہرست منگوا کر ملاحظہ کیجئے پھر حسب پسند منگوا لیجئے۔ اور بھی دیسی تخم فروشوں نے بھی جا بجا اپنے کارخانے کھول لئے ہیں جو معقول طریقے پر قائم ہیں ان سے بھی حسب اطمینان بیج خریدتے ہیں۔ علاوہ ازیں یورپ کے ہر ملک میں تخم فروش کمپنیاں موجود ہیں حسب ضرورت وہاں سے بھی منگوا سکتے ہیں۔

بیجوں کا جمع کرنا

یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مرتبہ کاشت کے لئے تخم فروشوں یا تخم فروش کمپنیوں اور سرکاری باغیچوں سے بیج منگوائے جاویں۔ بہت سی سبز ترکاریوں کے بیج موسم کے اخیر پر اپنے باغیچوں اور کھیتوں سے حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ مالی کو تاکید کیجائے کہ وہ احتیاط سے کام لے۔ جن پودوں سے بیج حاصل کرنے منظور ہیں اُن کو علیحدہ رکھ لو۔ اور پودوں کو صاف کر دو۔ اُن کی خاطر انہیں باغیچوں یا کھیتوں سے پاک کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہئے۔ بیج والے پودوں کی شب و روز احتیاط رکھنی چاہئے کہ اُن کو کسی قسم کا کیڑا نہ لگے وقت پر پانی ملتا رہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبل از وقت خشک ہو جائیں۔ تیز آندھیوں سے اُنہیں بچایا جائے تاکہ یہ ہوا کے جھونکوں سے گر نہ پڑیں یا موسلا دھار پانی سے ٹوٹ نہ پڑیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ کہا گیا ہے کہ جو نباتات اور پودے متواتر بیجوں سے ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ وہ تیسری چوتھی نسل میں کمزور ہونے لگتے ہیں اور اُن کی خاصیت میں بھی کسی قدر فرق آجاتا ہے۔ ایسی حالت میں یا تو بیج باہر سے نئے اور تازہ منگا کر بوویں یا قلموں اور جڑوں سے کاشت کریں یہ تجربہ میں آیا ہے کہ کریلے کے پودے باغیچہ میں لگائے گئے اُن سے بیج رکھ چھوڑے اور پھر دوسری فصل میں لگائے اسی طرح سے اس فصل کے بیج اگلی فصل میں بوئے تو معلوم ہوا کہ وہ بہار نہیں رہی اور کریلے ایسے بڑے اور لذیذ پیدا نہیں ہوئے جیسے پہلی اور دوسری مرتبہ تھے۔ گاجریں اگر اسی طرح دو تین مرتبہ بوئی جاویں تو خراب ہونے لگتی ہیں۔ پس جب ایسے آثار معلوم ہوں تو فوراً بیج باہر سے عمدہ منگوا کر بونے چاہئیں اور اپنے باغیچوں سے جو بیج جمع کئے جاویں اُن کو خوب سکھا کر اور بوتلوں کو اچھی طرح سے خشک کر کے اُن میں بھریں اور اوپر سے کاک خوب کس کر لگا دیں تاکہ ہوا اور نمی کا کسی صورت میں گذر نہ ہو۔ اور یہ بوتلیں خشک اور محفوظ جگہ پر رکھی جاویں +

آلات

اگرچہ باغبانی کے آلات کی باتصویر فہرست بہت لمبی چوڑی ہے مگر اُسے ہم پھل اور پھولوں کے باغات کی کتاب میں درج کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ نباتات کی کاشت کیلئے چند مختصر آلات کافی ہیں جن کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور جو ہر جگہ باسانی مہیا ہوسکتے ہیں +

(۱) **پھاوڑہ**۔ پھاوڑے کی خوبی یہ ہے کہ اس کا دستہ ایسا اچھا ہو کہ کاشتکار کے ہاتھ میں بخوبی کام کرسکے اور کھُردرا نہ ہو۔ اس کے لوہے کا پترا اچھا ہو تاکہ حسب ضرورت تیز ہوسکے۔ اور اتنا چوڑا ہو کہ اُس سے مٹی زیادہ آسکے۔ پھاوڑے پانچ چھ ہونے چاہئیں کوئی بڑا ہو کوئی درمیانہ کوئی چھوٹا تاکہ حسب موقعہ کام لیا جاسکے +

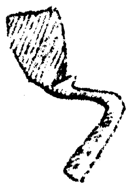

(۲) **رمبی** اور رمبا۔ رمبی اور رمبے سے کاشتکار کو بہت کام پڑتا ہے۔ زمین کو بیج بونیکے لئے اسی سے گہرا کھودتے ہیں۔ اور بھی درختوں کو جڑ سے اُکھاڑنے میں یہ آلات عمدہ کام دیتے ہیں +

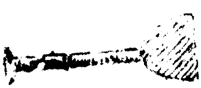

(۳) **کھُرپی** اور کھُرپا۔ سب سے زیادہ کاشتکار نباتات کی کاشت میں کھُرپی اور کھُرپے سے کام لیتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اُس کے ہر وقت یہ ہاتھ میں رہتے ہیں وہ انہیں سے پانی کاٹتا اور موڑتا ہے۔ انہیں سے ناکارہ گھاس صاف کرتا ہے۔ انہیں سے روشیں اور کیاریاں بناتا ہے اور انہیں سے زمین گوڈتا ہے +

(۴) **لوہے کی میخیں** کیاریوں اور روشوں کو درستی سے بنانے میں اکثر سروں پر میخیں گاڑنی پڑتی ہیں تاکہ کیاریاں اور روشیں سیدھی رہیں اور پیمانہ ٹھیک رہے +

(۵) درانتی۔ درانتی سے جھاڑیاں دور کرنے اور اونچے پودے اور بیلوں کو کاٹ کر نکالنے میں بڑی مدد ملتی ہے اس کے دندانے تیز ہونے چاہئیں۔

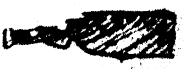

(۶) لکڑی کی تھاپی۔ لکڑی کی تھاپی کو علاوہ مٹی کوٹنے کے بسا اوقات کیاریوں کی قطاروں کے درست کرنے میں مدد لیتے ہیں۔

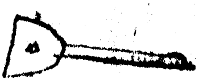

(۷) چوبی پھاوڑی۔ چوبی پھاوڑی بھی بہت کام دیتی ہے کیاریوں میں کھاد کی ٹوکریاں ڈالکر اس سے پھیلاتے ہیں اور قطار ونکے بنانے میں بھی کیفیت اس سے لدا لیتے ہیں۔

ان آلات کے علاوہ ٹوکریاں۔ چٹائیاں۔ بانس وغیرہ بھی بہت کام کی چیزیں ہیں۔ مٹی اٹھانے پنیری اور نازک پودوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے ان سے کام لینا پڑتا ہے۔

موسم سرما کی سبز ترکاریاں

مٹر

موسم سرما کی سبز ترکاریوں میں مٹر کا دم غنیمت ہے۔ فرنگی اور ہندوستانی دونوں اسے نہایت شوق سے کھاتے ہیں۔ فرنگیوں کا اسے کھانے کا طریقہ سادہ اور ہندوستانیوں سے بالکل نرالا ہے۔ ہندوستانی اسے کچی بھی کھاتے ہیں اور شوربا دار بنا کر بھی کھاتے ہیں چاولوں میں ڈال کر تاہری کے طور بھی کھاتے ہیں۔ آخری بہار میں بھنوا کر بھی کھاتے ہیں غرضیکہ مٹر کی تمام سردیوں میں بہت چاہ رہتی ہے۔ پہلے پہل جب یہ چلتی ہے تو بازاروں میں بہت گراں بکتی ہے۔ جوں جوں زیادہ اترنے لگتی ہے ویسے ہی سستی ہوتی جاتی ہے۔ اخیر موسم میں اگر تین چار پیسے سیر سنوں بکتی ہے۔ کچی کھاؤ تو بھی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اگر ترکاری کے طور پر کھاؤ تو بھی نہایت لذیذ ہوتی ہے۔

اس کا پودا ایک دفعہ لگایا ہوا ایک مرتبہ پھول پھلتا ہے جب پھلیاں اتر چکیں

ار موسم خزاں آیا تو اس کے پودے خود بخود مرجھانے اور سوکھنے لگ جاتے ہیں۔ اس

پودے کی نسبت عالمانِ علم نباتات کا خیال ہے کہ یہ جنوبی یورپ اور مغربی ایشیا کا
متوطن ہے۔ خواہ کہیں کا اُسے متوطن فرض کر لیا جاوے۔ ہندوستان میں ہر جگہ میدانوں
اور پہاڑوں پر پایا جاتا ہے اور بونے سے اُگتا ہے اور پھلیاں دیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ
ان دنوں اہل یورپ سب باتوں کے درپے ہو جاتے اُسے پورا کرکے چھوڑتے ہیں اور کمال تک
ہو چکا انہوں نے نتیجہ ای مٹر کے پودے کی اتنی اقسام کر دی ہیں کہ انسان گنتے گنتے
تھک جاتا ہے۔ ... جیسے جیسے دلپسند کھاتے ہیں۔ مٹر کی اصلیت میں ان اقسام سے
فرق نہیں آیا۔ البتہ دانہ یا پھلی کا چھوٹا بڑا ہونا۔ پودے کی درازی اور کوتاہی دانہ کی چمک

رنگ مٹھاس اور ذائقہ۔ پتوں اور پھولوں کی شکل اور [illegible] بونری میں ضرور فرق پڑجاتا ہے یہ فرق آب وہوا۔ تاثیر زمین۔ تخم کی خاصیت۔ غور و پرداخت کھاد وغیرہ کے باعث ہوجاتا ہے ؎

یورپ میں کسان مٹر بطور اناج کھیتوں میں بوتے ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ وہ بھی مٹر کی ایک قسم ہے۔ مگر کرخت اور ادنےٰ درجہ کی قسموں میں سے ایک ہے وہ مٹر جو بطور ترکاریاں کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ نازک نفیس اور اعلےٰ قسموں میں سے ہوتے ہیں جن کی رات دن غور و پرداخت اور حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ انگریز اپنی کوٹھیوں کے باغیچوں میں مٹر کو بہت شوق سے بوتے ہیں۔ اور بیجوں کو مشہور اور معتبر تخم فروش کارخانجات سے منگواتے ہیں۔ تخم فروش کمپنیوں کے اشتہارات کی کتابوں میں ترکاریوں میں مٹر کا بہت مذکور رہوتا ہے۔ ہر ایک قسم کی تصویر دیجاتی ہے اور کیفیت مختصر طور پر بیان کی جاتی ہے۔ قیمت بھی ساتھ میں درج ہوتی ہے۔ ان کو دیکھ کر بیج منگوائے جاتے ہیں۔ مگر ہم اس موقعہ پر یہ ظاہر کردینا مناسب سمجھتے ہیں کہ مٹر ان پودوں میں سے ہے جو لگاتار اور نسلاً بعد نسلٍ ایک ہی پودے کے بیجوں سے کاشت ہونے سے سالہا سال تک اپنی خوبی اور عمدہ صفات میں فرق نہیں لاتا۔ پس کچھ ضروری نہیں ہے کہ ہر سال تازہ بیج منگوا کر دام کھوئے جاویں ایک دفعہ عمدہ اور تازہ بیج منگوا لیئے اور فصل کے اخیر میں دو ایک پودے بیجوں کے لیئے چھوڑ دئے۔ اُن سے بیج حاصل کرکے نہایت احتیاط سے بوتلوں میں بھر کر اور خوب مضبوطی سے کاگ لگا کر خشک جگہ میں یا کسی صندوق میں رکھ دیجئے جب فصل دوسرے سال ان کو بوسکتے ہیں۔ اور مٹر کے خواص میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ اسی طرح کئی سال تک گھر کے پودوں سے بیج حاصل کرکے کام چلا سکتے ہیں مگر یہ احتیاط رہے کہ بیج عمدہ [illegible] پودے سے نکلے لیئے اور بے احتیاطی سے رکھدئے۔ اس کتاب کے چھٹے باب میں ترکیب [illegible] بیج کے حاصل کرنے اور اُن کی داشت کے متعلق لکھی ہے اس پر پورا عمل کرنا چاہئے ؎

زود رو عمدہ قسم کے مٹر مثلاً [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] ضرورت ہوتی ہے

ور ...ت چھ ہفتے بعد اُن سے پھلیاں اُترنے لگتی ہیں اُن میں صرف خوبی یہ ہے کہ اُن کی فصل بہت جلد تیار ہو جاتی ہے ورنہ اُن سے پھلیاں بہت کم اُترتی ہیں پھلیوں میں دانے کم ہوتے ہیں اور ذائقہ میں بہت اچھے نہیں ہوتے۔ بنگال میں ایک قسم کا ننھیا مائل مٹر بکثرت بویا جاتا ہے جسے کلکتہ کے نواح میں چھوٹا مٹر کہتے ہیں چونکہ یہ بھی بہت جلد تیار ہو جاتا ہے اسلئے سب سے پہلے بازاروں میں آجاتا ہے اور بکنے لگتا ہے مگر باغیچوں میں بونے کے قابل نہیں ہے کیونکہ اس کا ذائقہ اچھا نہیں ہوتا۔

عمدہ اقسام کے مٹر یہ ہیں۔ ٹیرولنیس۔ پرشین بلیو۔ بدمنس امپریل۔ امریکن ونڈر۔ ٹمک لی انس شل جبس۔ آڈ دالسٹر وغیرہ وغیرہ۔ یہ نام انگریزی ہیں اور بلحاظ صفات رکھے گئے ہیں۔ ورنہ عام طور پر انہیں مٹر کہہ سکتے ہیں۔ ان کے پودے خاصے اونچے ہوتے ہیں۔ خوب پھلتے اور پھولتے ہیں۔ پھلیاں بڑی بڑی اور دانوں سے بھری ہوئی نکلتی ہیں۔ ذائقہ نہایت عمدہ اور نفیس ہوتا ہے۔

شمالی ہند میں مٹر جس جگہ چاہیں بلا مزید تردد بو سکتے ہیں۔ اس کے بونے کے لئے کسی خاص قسم کی زمین تلاش نہیں کرنی پڑتی۔ البتہ ایسی زمین جس میں سے لگاتار فصلیں لی گئی ہوں۔ اور اُسے کھاد وغیرہ کی شکل میں کچھ خوراک نہ دی گئی ہو یا اُسے اعتدال سے زیادہ کاشت کر کے کمزور کر دیا ہو۔ مٹر کی فصل خاطر خواہ نہیں ہوگی۔ ورنہ اور تمام معمولی باغیچوں کی زمین میں مٹر عمدہ طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ اور کچھ زیادہ کھاد دینے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ایسی زمین جو سخت ڈھیلوں والی اور جلی ہوئی نہ ہو۔ اور جس ہر جگہ ... ریت کا جزو موزون ہو مٹر کی فصل کے لئے بہترین خیال کی گئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مٹر ایسی کیاریوں میں بونے چاہئیں جن میں حال ہی میں کھاد نہ ڈالی گئی ہو۔ بلکہ ایسی جگہ بونے چاہئیں جہاں ڈالے کچھ عرصہ ہو گیا ہو۔ مگر کئی اور تجربہ کار لکھتے ہیں کہ یہ بات ضروری نہیں ہے۔ کھاد عمدہ سڑی ہوئی اور تخمیر شدہ ہونی چاہیئے پھر کچھ مضائقہ نہیں خواہ فوراً ڈالکر فصل بوئی جائے کچھ ہرج نہیں ہوگا۔ ایک ہی بات ہے۔ خواہ اُسی کھیت میں ڈال کر ... گا لی یا علیحدہ کسی جگہ ... دو مٹر کی فصل بونے سے پہلے ڈالنی چاہیئے وہ از قسم کھاد ...

ہونی چاہیئے۔ اگر اس میں ہڈیوں کا چورہ لکڑی کی راکھ اور اپلوں کی راکھ کا کسی قدر جزو ہو تو بہت بہتر ہے +

جس زمین میں مٹر بونے ہوں اُسے برسات کے خاتمہ کے قریب خوب گہرا کھودنا چاہیئے اگر برسات کا چھینٹا پڑ جائے گا تو اُس کے ڈھیلے خود بخود درست ہو جائیں گے۔ ورنہ توڑ ڈالنے چاہئیں۔ پھر کھاد ڈلوا کر تمام مٹی کو اوپر نیچے کرا کے ایک جان کرا دینا چاہیئے۔ پھر کیاریاں بنا کر اُن کے اندر شمالاً جنوباً قطاریں بنانا چاہیئے۔ ہر ایک قطار کا آپس میں قریب تین فیٹ کے فاصلہ رہے۔ (اگر پودے زیادہ اونچے جانیوالے اور پھیلنے والے ہوں تو فاصلہ ایک یا ڈیڑھ فٹ اور بڑھا دینا مناسب ہے) یہ قطاریں ۲ سے ۳ انچ گہری ہوں۔ ڈاکٹر بے بگ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر زمین میں ۲ یا تین انچ گہرا بویا جائے تو پودے بہت عمدگی سے بڑھتے اور پھیلتے ہیں۔ ایسے پودے کی جڑیں زمین میں اِدھر اُدھر نہیں جاتیں بلکہ سیدھی زمین کے اندر دھستی ہیں۔ چونکہ مٹی ابتدا میں گہری کھود کر ملائم کر دیجاتی ہے اس لئے انہیں رکاوٹ پیش نہیں آتی۔ جن زمینوں کی سب سے پہلے گہرائی کھدائی ہوتی ہے وہاں عمدہ فصل کی امید نہیں ہو سکتی۔ گہرائی کھدائی سے مراد سطح زمین سے دو ڈھائی فٹ عمق ہے +

میدانوں میں بیج بونے کا موسم اکتوبر کے شروع سے نومبر کے وسط تک رہتا ہے۔ اور پہاڑوں میں ماہ مارچ کے شروع سے مئی کے اخیر تک بوتے وقت زمین میں نمی ہو مگر ایسی تر نہ ہو کہ کیچڑ ہو یا مٹی ہاتھ میں چپک جائے تر ہو مگر بھربھری ہو۔ گر قطاروں پر تخم مٹر ایک انچ کے فاصلہ پر انگلی سے ۲ یا تین انچ گہرا سوراخ کر کے بونے چاہئیں۔ اور سوراخ کو پولے ہاتھوں مٹی سے بھر دینا چاہیئے۔ اگر بوتے وقت زمین خاصی رطوبت ہے تو اس وقت تک پانی نہیں دینا چاہیئے جبتک کہ بیج نہ پھوٹ نہ آویں۔ اور اگر زمین خشک ہے تو تخم بوتے ہی خوب پانی دینا چاہیئے۔ چونکہ بیجوں کو کیاریوں سے اکثر پرندے گلہریاں جنگلی چوہے اور بہت سے جانور کھود کر چٹ کر جاتے ہیں۔ اس لئے نگہبانی کے لئے لڑکے مقرر کر دینے چاہئیں۔ جبتک بیج پھوٹ کر زمین سے سر نکالیں نگہداشت کم نہیں کرنی چاہیئے۔ دوسری ترکیب چونکہ جانوروں سے بچانے کی یہ ہے کہ ان کو بونے

سے پہلے ایک ایسے کپڑے میں ڈال کر خوب ہلا لیا جائے جو میٹھے تیل سے تر ہو۔ اور اگر مہیا ہو سکے تو میٹھے تیل کے کپڑے میں ہلا کر تھوڑے سے سیندور کو دوسرے خشک کپڑے پر ڈال کر اس میں بھی بیجوں کو ہلا لیا جائے۔ اگر سیندور نہ مل سکے تو ایک ہی دفعہ میٹھے تیل کے کپڑے میں ہلانا کافی ہے۔

جب پودے تین چار انچ اونچے ہو جائیں تو کیاریوں سے نہایت احتیاط سے ناکارہ گھاسیں اکھاڑیں۔ اور جہاں پر نظر پڑے وہیں نوچ کر پھینک دی جاویں۔ نیز اس موقعہ پر گڑائی کرنی چاہیئے۔ گڑائی گہری بہتر ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ جڑوں کو نقصان نہ پہونچے۔ پودوں کی جڑوں پر تھوڑی مٹی چڑھا دیں تا کہ انہیں تقویت ملے۔ اس وقت پودوں کے لئے جا بجا ٹیکیں گاڑنی چاہئیں۔ مثلاً پتلی پتلی درختوں کی چھڑیاں۔ یا بانس کاٹ کر ٹکڑے گاڑنے چاہئیں تا کہ پودے ان پر سر ٹکا کر آرام سے رہیں۔ مٹر کی ملائم ملائم شاخیں ایکدوسرے پودے سے مل جائیں گی۔ اور سایہ دار منڈھپ سا بن جائے گا۔ اس قسم کے سایہ سے پودوں کو فائدہ پہونچتا ہے۔ مٹر کو اس قدر پانی کی ضرورت نہیں ہوتی جس قدر بعض اور نباتات کو۔ اگر موسم خشک ہے تو آٹھویں دن دیا جائے۔ اور جب پھلیاں بننے لگیں تو ہفتہ میں دو مرتبہ۔ جب پھلیاں نمودار ہونے لگتی ہیں تو پھر چھوٹے چھوٹے پرند اُن کے گرد رہتے ہیں۔ پس سب سے عمدہ اور بہتر ترکیب یہ ہے کہ دن میں لڑکے حفاظت کریں۔ اور رات کو کھٹ کھٹا باندھ کر ہلایا جاوے۔ جب پھلیوں میں خوب دانے بھر جاویں تو ہاتھ سے توڑنے کی بجائے ایک اوسط درجہ کی قینچی استعمال کرنی چاہیئے۔ اس طرح سے پودے کو کم ایذا پہونچتی ہے۔ ہاتھ سے توڑنے میں جھٹکا لگتا ہے۔ بعد کئی ملائم ملائم کونپلیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

آلو

سبز ترکاریوں میں آلو اس وجہ سے ہر دل عزیز ہیں کہ یہ بارہ مہینے ساتھ دیتے ہیں۔

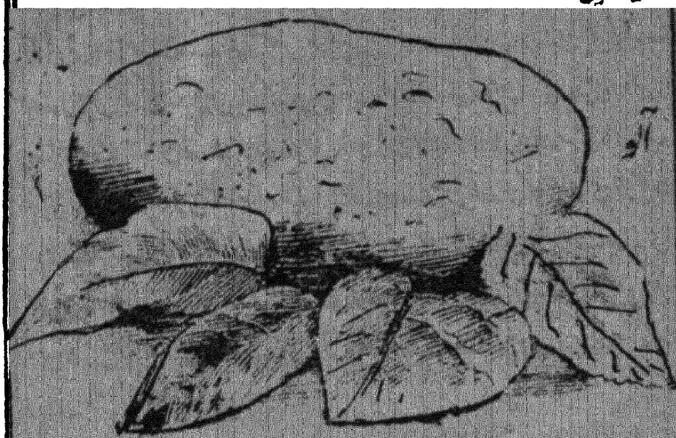

بازاروں میں جن دنوں سبز ترکاریوں کا توڑا پڑ جاتا ہے تو انہیں پر زیادہ زور ہوتا ہے۔ سخت بارشوں میں جبکہ باہر سے ترکاریاں آنی بند ہو جاتی ہیں آلو ہر وقت مل سکتے ہیں۔ وقت بیوقت جب چاہو ان کو بنا لو ہر جگہ یہ موجود مل جاتے ہیں۔ انگریز انہیں بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ گورہ پلٹن کو یہ آلو روزمرہ کی خوراک کے دیئے جاتے ہیں

ہندوستانی ا   سے انواع و اقسام کی چیزیں تیار کرتے ہیں۔ شوربہ دار بھی بناتے ہیں خشک بھی   تے ہیں۔ ابال کر خوانچہ والے اس کی چاٹ بناتے ہیں۔ بہت سے لوگ صرف   ے سے بھون کر کھا جاتے ہیں ہیں کی ٹکیاں بنتی ہیں۔ اور کچوریوں میں بھی آلو   ے جاتے ہیں۔ چاولوں میں ڈال کر ان کا پلاؤ بنایا جاتا ہے را شتہ بند   غیرہ وغیرہ۔ جس شے سے استے کام لئے جاویں اس کی قدر بہر صورت   ہے

یورپ کے ایک بڑے حصہ میں آلو بطور اناج کے بوئے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ بسے روٹی کی جگہ کھاتے ہیں۔ جب اس کی فصل میں ذرا نقص آجاتا ہے تو چاروں طرف تشویش پیدا ہوجاتی ہے۔ روزمرہ اس کو بڑے سے بڑا اور عمدہ سے عمدہ پیدا کرنے کے لئے تجربات ہوتے رہتے ہیں۔ کتابیں اور رسالجات لکھے جاتے ہیں۔ اور آج تک وہاں آلو کی بلحاظ خاصیت بے شمار قسمیں ہو گئی ہیں۔ مگر ہمارے ہندوستان میں گو مختلف حصوں میں آلو کی چند قسمیں پائی جاتی ہیں۔ مگر عام اور مشہور دو ہیں۔ ایک دیسی دوسری پہاڑی۔ دیسی آلو کسی قدر ملائم ہوتے ہیں۔ اور اُن کا چھلکا کاغذی اور سرخی مائل سفید ہوتا ہے۔ اور پہاڑی سخت اور بے ڈھنگے ہوتے ہیں۔ اور ان کا چھلکا کسی قدر سخت ہوتا ہے۔ جب دیسی آلو ختم ہو جاتے ہیں تو پہاڑی چل پڑتے ہیں۔ اور جب پہاڑی ختم ہو جاتے ہیں تو دیسی۔ اس طرح سے آلو بارہ مہینے مل سکتے ہیں۔ مگر آج کل بعض کنجڑے دیسی آلوؤں کو بھی دبا کر رکھنے لگے ہیں مگر یہ جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ اور پہاڑی آلو بہت دیر تک جوں کے توں رہتے ہیں۔

یہ پودا گانٹھ دار جڑوں والا کہلاتا ہے۔ اور عالمانِ علمِ نباتات اس کا اصلی وطن چلی اور پیرو کے بلند مقامات بتلاتے ہیں۔ آلو کی کاشت میدانوں میں ستمبر کے وسط سے دسمبر کے وسط تک ہو سکتی ہے۔ اور پہاڑوں میں فروری کے آخر حصے سے اپریل کے وسط تک اس کی کاشت کے لئے زمین کے کھلے قطعات درکار ہیں اور ایسی زمین اس کے لئے بہت موزون ہے۔ جس میں ریت اور چکنی مٹی کا جـ رخواہ ہوا اور جس میں پانی عرصہ تک نہ ٹھیر سکے اور آلو کی کاشت کے لئے ـرـبـ ـ ن۔ ت جاننے کے قابل یہ ہے کہ اسے ایک ہی زمین میں لگاتار نہ بویا جائے مراد کہ اگر ممکن ہو سکے تو جس قطعہ اراضی میں ایک سال آلو کی فصل بوئی جائے دوسرے ـس میں کچھ اور بویا جائے ورنہ دوسرے تیسرے سال بالضرور زمین کو بدل د ۔اس سے پیدا وہ بہت زیادہ اور بہت عمدہ ہوتی ہے۔ پہاڑوں میں ـ ادکی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ میدانوں میں اسے خوب تخمیر شدہ ـی چاہئے۔

میدانوں میں خواہ زمین کیسی ہی اچھی ہو کھاد مجموعہ دینے کی نہایت ضرورت تجربے ثابت کر دی ہے۔

ہندوستان میں بالعموم آلو کے ٹکڑے کاٹ کر بوئے جاتے ہیں۔ اگر تو پہاڑوں یا ولایت سے منگوا کر بونے مطلوب ہوں تو انہیں نومبر کے وسط سے دسمبر کے وسط تک بونا چاہیئے۔ آلو بونے کے لئے تجربہ کار مختلف طریقے بیان کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑے آلو کے کئی ٹکڑے کرنے چاہئیں۔ مگر خیال رہے کہ ہر ایک ٹکڑے میں دو دو آنکھیں ضرور رہیں (آنکھوں سے مراد آلو کا وہ نشیب ہے جہاں سے کلا پھوٹتا ہے) بعض کہتے ہیں کہ درمیانہ میل کا آلو لیکر اُس کے بیچ میں سے دو ٹکڑے کرنے چاہئیں۔ اور بعض یہ رائے دیتے ہیں کہ درمیانہ میل کے آلو نے کرنا بونے چاہئیں۔ فصل کی عمدگی کے لئے یہ سب طریقے اچھے ہیں۔ مگر کثرت رائے اس طرف ہے کہ درمیانہ میل کے آلو لیکر ثابت بوئے جاویں۔

یورپ میں آلو کی درمیانہ اقسام اس طرح بوئی جاتی ہے کہ کیاریوں میں لمبی لمبی قطاریں سطح سے تین یا چار انچ عمیق کھودی جاتی ہیں۔ قطاروں کا آپس میں ۱۵ انچ کے قریب فاصلہ رہتا ہے۔ اور آلو یا آلو کے ٹکڑوں کا جو بطور تخم بوئے جاتے ہیں ایکدوسرے سے ۹ انچ کا فرق رہتا ہے۔ اور جو بڑی آلو کی قسمیں بوئی جاتی ہیں ان کی قطاروں میں ڈھائی سے تین فیٹ کا فاصلہ رہتا ہے۔ اور تخم میں ۹ سے ۱۲ انچ کا۔ ہندوستان میں اکثر کی یہ عادت ہے کہ آلو کے کاشتکار بوجہ جہالت درمیانہ اور بڑے میل کے آلوؤں میں فرق نہیں سمجھتے اور تمام اقسام کو سطح زمین پر قطاریں بنا کر جن کا آپس میں صرف دو دو فیٹ کا فاصلہ ہوتا ہے بو دیتے ہیں۔ تخم میں قریب ۶ انچ فرق رکھتے ہیں اور بیج کے اوپر مٹی ڈال کر اونچی اونچی قطاروں کی صورت بنا دیتے ہیں جوں جوں پودا بڑھتا جاتا ہے اُس پر مٹی چڑھاتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک فٹ اونچائی تک لیجاتے ہیں۔ آلوؤں کے نشوونما ہونے کے عرصہ میں برابر پانی دیا جاتا ہے اور جبکہ فصل پکنے پر آتی ہے جس کی کہ نشانی یہ ہے کہ پتے زردی مائل ہوتے جاتے ہیں اُس وقت پانی کم کر دیا جاتا ہے اور جب پتے [illegible]

لگتے ہیں اُس وقت پانی دینا قطعی بند کر دیا جاتا ہے اور جب پتے مع ڈنڈیوں کے خشک ہو جاتے ہیں اُس وقت آلو کھود لیے جاتے ہیں ۔

پہاڑوں میں آلو بونے کا وہ طریقہ بہت اچھا ہے جو یورپ میں مروّج ہے اور جس کی تشریح ہم ابھی کر چکے ہیں ۔ تجربہ کے لیئے غیر ممالک سے آلو کی چند قسمیں منگوا کر جا بجا لگوانی چاہئیں ۔ پہاڑوں پر اس فصل کے لیئے پانی کی اس قدر ضرورت نہیں ہوتی جس قدر میدانوں میں ۔ اس لیئے وقت پر پانی دینا اشد ضروری ہے ۔

پھول گوبھی

موسم سرما کی سبز ترکاریوں میں پھول گوبھی بھی سر برآوردہ کہی جا سکتی ہے کیونکہ جاڑے بھر اس کا استعمال رہتا ہے ۔ علاوہ انگریزوں کے ہندوستانی بھی اسے پسند کرتے ہیں ۔ اور اسے طرح طرح سے بنا کر کھاتے ہیں پہلے پہل گو مہنگی آتی ہے مگر بعد میں بہت سستی ہو جاتی ہے اور ہر شخص اسے خاطر خواہ خرید سکتا ہے ۔

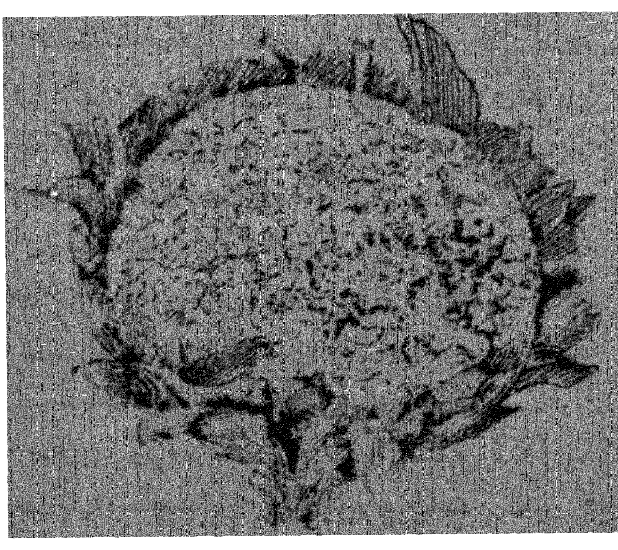

پھول گوبھی کا بڑا اور بھرا ہوا اور لذیذ ہونا زمین اور کاشت کار کی عقلمندی پر منحصر ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے ہم وطنوں کو اس بات کی کم پرواہ ہوتی ہے۔

اہل یورپ نے اور سبز ترکاریوں کی طرح پھول گوبھی کی کئی قسمیں بنائی ہیں۔ جو بلحاظ صورت اور ذائقہ شناخت کی جاتی ہیں۔ کسی کا پھول بہت بڑا اور سفید ہوتا ہے کسی کا درمیانہ اور زردی مائل۔ کسی کا چھوٹا مگر بدوار اور خوش ذائقہ۔ میدانوں میں پھول گوبھی کے بونے کا موسم ماہ جون کے وسط سے اگست کے اخیر تک رہتا ہے۔ اگر ممالک غیر سے تخم منگوا کر بونے منظور ہوں تو ماہ ستمبر کے شروع سے اکتوبر کے اخیر تک بونے چاہئیں۔ اگر پہاڑوں میں پھول گوبھی لگانی مدنظر ہو تو تخم اور جگہ سے منگوانے چاہئیں۔ اور بونے کا موسم اخیر ماہ فروری سے اپریل کے اخیر تک ہے۔ اگر ولایتی تخم منگوا کر ہندوستان میں بوئے جاویں تو سوائے ایک دو اقسام کے جن کے پھول بجنسہ ویسے نہیں ہوتے جیسے ولایت میں باقی سب عمدگی سے نشو و نما ہوتے ہیں۔ چونکہ گوبھی کی پنیری اور قسم کی نباتات کی نسبت زیادہ نازک ہوتی ہے اسلئے نہایت احتیاط چاہئے اور کیاریوں کو خوب درستی سے تیار کرانا چاہئے۔

جس قطعہ اراضی میں پھول گوبھی بونی ہو اُسے اصل برسات شروع ہونے سے کسی قدر پہلے اچھی طرح سے کھود دینا چاہئے تاکہ ہوا۔ طپش آفتاب اور بارش کے پانی سے مستفید ہو۔ اگر فصل اگیتی بونی ہو تو سطح آس پاس کی زمین سے ایک فٹ اونچا رکھنا چاہئے تاکہ بارش کا پانی زیادہ دیر تک کیاریوں میں نہ ٹھیر سکے ورنہ پودوں کے سڑنے گلنے کا اندیشہ ہے۔ اگر فصل پچھیتی یعنے برسات کے بعد بونی منظور ہو تو سطح کو اونچا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گوبھی کے بونے کے لئے زمین معمولی عمدہ قسم کی ہونی چاہئے جس میں اور سبز ترکاریاں ہوتی ہیں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ کھاد اندازہ سے زیادہ نہیں دینی چاہئے۔ گوبھی کے لئے سڑی ہوئی ہی کی کھاد بہت عمدہ شمار کی گئی ہے اور اگر اس کھاد کے ساتھ باغیچوں کے گملوں کی پرانی مٹی بھی شامل کر دی جائے تو اور بہتر ہے۔ کیاریاں درست کر کے بیجوں کو چھڑکواں بونا چاہئے۔ اور باغیچہ کی مٹی کو خوب ہاتھ سے

باریک کرکے اُن کے اوپر ڈال دینا چاہیئے۔ جس سے ہلکا۔ غلاف ہو جائے پانچ مربع فیٹ جگہ میں آدھ چھٹانک بیج بونے چاہئیں۔ اگر موسم خشک ہو تو فی الفور زمین کے فوّارے سے پانی دینا چاہیئے۔ (مگر خیال رہے کہ فوّارہ درست ہو جس سے ٹوٹا نہ ہو جس کے باعث پانی اعتدال سے زیادہ نہ پڑ جائے) اور اگر برسات کا چھینٹا اکثر پڑتا رہتا ہے تو سوائے ایسے دن کے جو بہت خشک اور طیش کا گذرا ہو پانی نہیں دینا چاہیئے۔ اگر کیاریاں کیچڑ سی ہو رہی ہوں تو ایسی حالت میں بیج ہرگز نہیں بونے چاہئیں۔ تخم پاشی کے بعد طیش آفتاب سے بیجوں کو محفوظ رکھنے کے لئے دوپہر کے وقت کیاریوں پر چٹائیوں وغیرہ سے سایہ کر دینا چاہیئے۔ اور جب پنیری ایک ہفتہ کی ہو جائے تو چنداں سایہ کی بہت ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ بیجوں کے مارے گرمی کے بھن جانے کا اندیشہ ہے اور ان میں نشوونما ہونے کی وہ قوت جاتی رہتی ہے۔ بہت سایہ دینا اس لئے بُرا ہے کہ اس سے پودے زرد۔ کمزور اور پست قد رہ جاتے ہیں۔ اور اس قسم کی پنیری میں دوسری جگہ جاکر اچھی طرح سے تناور ہونے کی قوت نکل جاتی ہے۔ اس پنیری کو اکھاڑ کر ایک کیاری میں اس طرح سے لگا دیں کہ ایک قطار کا دوسرے سے صرف تین انچ فاصلہ رہے اور ایک پودے کا دوسرے سے دو انچ۔ جب یہ پودے اس کیاری میں زیادہ تناور ہو جاویں تو انہیں احتیاط سے اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگانے چاہئیں۔ قطاروں کا آپس میں ۲½ فیٹ فاصلہ رہے۔ اور پودوں کا آپس میں ۲ فیٹ۔ اس ترکیب سے پودے نہایت مضبوط اور بڑے ہونگے۔ اور پھول بہت اچھے اُتریں گے +

بعض تجربہ کار کاشتکار لکھتے ہیں۔ کہ گوبھی کے پودے کے زیریں حصہ کے پتے دور کر دینے چاہئیں۔ اس ترکیب سے پھول بڑے اور عمدہ ہوتے ہیں۔ فرنجر صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے عمدہ گوبھی پیدا کرنے کا ذاتی تجربہ ہے۔ پہلے بیجوں کو گملوں میں بونا چاہیئے جب یہ ذرا بڑے ہو جاویں تو دو دو ایک ایک پودے اکھاڑ کر اور نئے گملوں میں لگانے چاہئیں جب یہ اور زیادہ بڑے اور تناور ہو جاویں تو انہیں یہاں سے اکھاڑ کر باقاعدہ اور کیاریوں میں لگا دیں۔ مگر غور سے دیکھا جاوے تو ترکیب واحد ہے جیسا کہ ہم اوپر

لکھ چکے ہیں۔ صرف فرق زمین اور گملوں کا ہے۔ گملوں میں یہ آسانی رہتی ہے کہ ننھے ننھے پودوں کو دھوپ اور بارش اور تیز ہواؤں سے ہر وقت بچا سکتے ہیں +

گوبھی کو کئی قسم کے کیڑے بھی لگ جاتے ہیں اس لئے احتیاط شرط ہے۔ جب یہ موذی جانور دکھائی دیں تو انہیں لڑکوں سے مروا دینا چاہیئے۔ یا دوسرے تیسرے دن اُپلے کی راکھ پتوں پر ہلکی ہلکی چھڑکیں۔ یا ایک چمچہ بھر فینائل (ایک قسم کی انگریزی دوا جو انگریزی دوافروشوں کی دُکان سے بکثرت مل سکتی ہے) لیکر چار سیر پانی میں ملاکر فوارے سے پودوں پر چھڑک دیں (فی چمچہ چار سیر پانی کا اندازہ رکھیں) تجربہ میں آیا ہے کہ جب پھول نکل آتا ہے اور درخت مضبوط جڑیں پکڑ جاتا ہے تو شاذونادر ہی اُسے کیڑے مکوڑے ستاتے ہیں۔ البتہ جو پودے بیجوں کے لئے رکھے جاتے ہیں انہیں ایسے وقت میں جبکہ بیج پڑنے لگتا ہے سبز قسم کی مکھیاں اور کیڑے مکوڑے بہت دق کرتے ہیں اسلئے بہترین ترکیب یہ ہے کہ پودوں کے نیچے کپڑا بچھاکر انہیں آہستہ آہستہ ہلادیں کیڑے بآسانی جھڑ پڑیں گے۔ انہیں احتیاط سے اکٹھا کرکے ایک علیحدہ گوشہ میں مروا دیں +

پہاڑوں میں گوبھی بونے کے لئے یہی طریق مدنظر رکھنا کافی ہے جو میدانوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ صرف یہ خیال رہے کہ بیج باہر سے منگوائے جاویں کیونکہ وہاں کے بیج اچھے ثابت نہیں ہوتے +

بروکولی۔ بروکولی بھی پھول گوبھی کی ایک قسم ہے جس کی اس مُلک میں تمیز مشکل ہے ولایت میں یہ پودا سخت سردی جھیل کر بھی برابر پھول دیتا ہے +

سپراؤٹنگ بروکولی۔ یہ بھی گوبھی کی ایک قسم ہے۔ فرق یہ ہے کہ ایک پودے میں ایک پھول نہیں ہوتا۔ بلکہ کئی ہوتے ہیں۔ یورپ میں اس کی اس لئے زیادہ قدر کی جاتی ہے کہ سال کے جس حصہ میں گوبھی کی اور کوئی قسم دستیاب نہیں ہوتی اُس وقت نفیس ترکاری کے لئے یہ موجود ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی کاشت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے مقام چترہ میں اپنے باغ میں اس کو علیحدہ تجربہ لگایا مگر نتیجہ خاطرخواہ نہیں نکلا +

بند گوبھی یا کرم کلہ

بند گوبھی یا کرم کلہ کو بہ نسبت ہندوستانیوں کے انگریز زیادہ شوق سے کھاتے ہیں۔ ہندوستانی اکثر اس کی بھجیا بنا لیتے ہیں۔ یورپ میں بند گوبھی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہ گوبھی اکثر ایسے مقامات پر ملتی ہے جہاں انگریزوں کی کچھ آبادی ہو۔

میدانوں میں اگست کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں فروری کے آخر سے ماہ مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ باغیچہ کی کیاریوں کو خوب درست کر کے بیجوں کو چھ مکوس ڈالیں۔ ۵م ... بیج کافی ہیں بیج چھڑک کر باریک مٹی کا ہلکا غلاف دے دینا چاہیے تاکہ بیج ڈھپ جائیں۔ اگر تخم پاشی کے وقت زمین مرطوب ہے تو فی الفور پانی دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر زمین امد

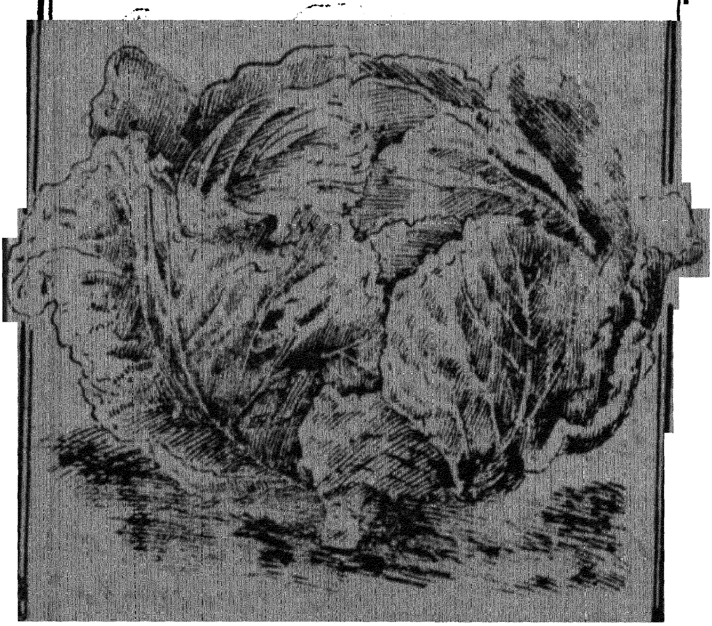

موسم دونوں خشک ہوں تو نئی الفورٹین کے فوارے سے پانی دینا چاہئے اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔ دوپہر کے وقت جبکہ تپش آفتاب زیادہ ہو سایہ کر دینا چاہئے اور تیسرے پہر کھول دیں۔ جب بیج پھوٹ کر پودے نکل آویں اور چند روز کے ہو جاویں اُس وقت سایہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

بیج بونے کا عمدہ موسم ستمبر کے وسط میں ہوتا ہے یا اکتوبر کے شروع میں۔ اگست میں تمازت آفتاب زیادہ ہوتی ہے اس سے لئے اکثر پودے مارے جلتے ہیں۔ جب پودے چار پانچ انچ اونچے ہو جاویں اُس وقت اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگانے چاہئیں۔ کیاریوں کو خوب اچھی طرح سے درست کرکے کھاد مجموعہ ڈالیں اور پھر مٹی کو اس قدر تہ و بالا کریں کہ کھاد اور مٹی یکجان ہو جاوے۔ پانچ چھ ہفتے کیاریوں کو اسی طرح پڑے رہنے دیں۔ مگر خیال رہے کہ کھدائی سوا فٹ سے کم نہ ہو ورنہ پودے کی جڑیں مضبوطی سے قائم نہیں ہوں گی اور تمیہ کم ہو جاوے گی۔ جب کیاریوں کی سطح سب طرح سے درست ہو جاوے تو تین انچ گہری اور چار انچ چوڑی قطاریں کھود دیں جن کا فاصلہ اٹھارہ انچ سے کم نہ ہو۔ پودے گاڑ گاڑ کر مٹی بھرتے جاویں۔ پودوں کا آپس میں فاصلہ اٹھارہ انچ ہونا چاہئے۔ بونے کے بعد پانی دیں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور پانی دیں۔ بعض تجربہ کار اس کے بونے کی یہ ترکیب بھی لکھتے ہیں کہ کیاریوں میں لمبی لمبی اور اونچی اونچی قطاریں بنا لیں۔ جن کا آپس میں ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ فاصلہ ہو۔ ساری کیاری میں کھاد ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے صرف جن سوراخوں میں پنیری لگانی ہو اُن میں کھاد ڈالیں۔ سوراخ آٹھ انچ گہرے اور آٹھ انچ چوڑے ہوں۔ پودا لگا کر جڑوں میں مٹی چڑھا دیں۔ ہمارے خیال میں پہلی ترکیب زیادہ موزوں ہے ناکارہ گھاس کو کیاریوں سے احتیاط سے اکھاڑتے رہیں اور دو چار مرتبہ آہستہ آہستہ گڑائی کریں جوں جوں پودے بڑے ہوتے جائیں کسی قدر مٹی اُن کی جڑوں میں چڑھاتے رہیں تاکہ ہوا کے زور سے اِدھر اُدھر نہ جھک جائیں مٹی کا کسی قدر سہارا رہتا ہے پانی کی وقت پر خبر رکھیں ورنہ نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلیگا۔ گوبھی لیکر لگا اسکا کھنٹھل

چھوڑ دیا جائے تو یہ پھر پھوٹ آتا ہے۔ مگر اس ترکیب سے زیادہ فائدہ متصور نہیں ہے +

برسلز سپراؤٹس۔ یہ بھی ایک قسم کی بند گوبھی ہے جس کے بجائے ایک کے کئی چھوٹے چھوٹے سر ہوتے ہیں یہ یورپ میں ہی پیدا ہوتی ہے اور اس کی زیادہ قدر اس لئے ہوتی ہے کہ یہ ایسے موسم میں ہوتی ہے جب سبزیاں بہت کم ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی اگر اس کے بونے کے تجربے کیے جاویں تو یہ پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کوشش چنداں ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ لذیذ نہیں ہوتی +

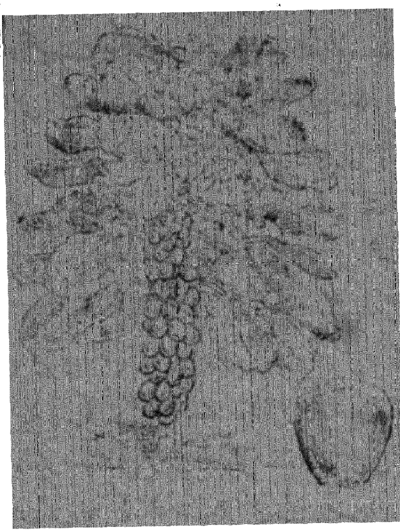

بروکولی اسکاچ کیل۔ یہ بھی بند گوبھی کی ایک قسم ہے جس کے پتے لپٹے ہوئے

اور کلی نما ہوتے ہیں۔ اس کے صرف علیحدہ علیحدہ پتے ہی ہوتے ہیں گول سر نہیں ہوتا۔

یہ یورپ میں بکثرت ہوتی ہے مگر اس کے یہاں بونے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اس کا ذائقہ اہل ہند کو اچھا معلوم نہیں ہوگا۔

گانٹھ گوبھی۔ گانٹھ گوبھی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک اودی اور ایک سبز مگر ذائقہ اور صورت میں سوائے رنگت کے اور کچھ فرق نہیں ہوتا۔ راس الامید سے اس کے بہت عمدہ بیج ہندوستان میں آتے ہیں۔ اس کی کاشت کا وہی طریقہ ہے جو کرم کلہ گوبھی کا ہے صرف یہ خیال رکھیں کہ اسے بہت دور دور بونے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

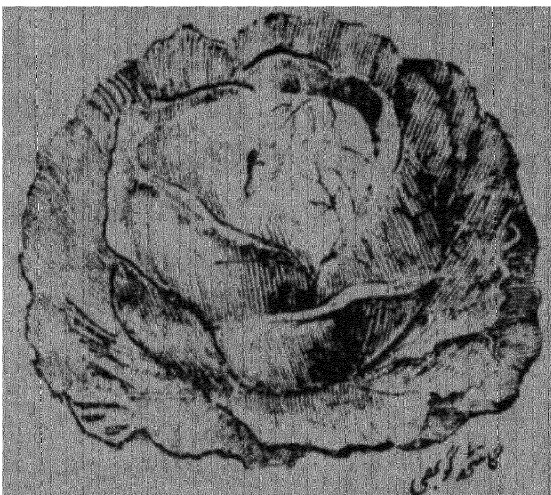

گانٹھ گوبھی بونے سے ... مہینہ بعد بالکل کھانے کے قابل ہو جا...
دیر تک لگا رہنے دیا جاوے تو گول بڑا سخت اور خشک ...
کہ جب یہ اوسط درجہ ...
بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

مولی

مولی ... باتات سے شہر امر... ...

... ہیں ... بعض جگہ ایسی عمدہ پھلی
... سے درجہ کی ترکاریوں میں
... کثرت سے ... نمک اور شوربا دار ترکاری بناکر
... اس کا اچار پڑتا ہے۔ ... کدوکش کرکے کئی طرح سے استعمال کرتے ہیں۔
... کھاجاتے ہیں اس کے پتے تک نہیں چھوڑتے مگر اس طرح سے کھانے
مگر ان کو ...

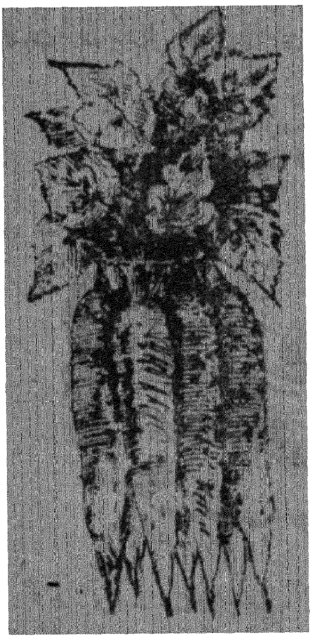

... لیبیں بھی ...
... علم نباتات مولی کا اصلی وطن
... چین بتاتے ہیں۔ خیال ... وجہ
... جو ہندوستان میں زمانہ قدیم معلوم
... اس کی برابر کاشت چلی آتی ہے۔
... والوں نے اور نباتات
... لی بھی کئی خوشنما اور لذیذ
... ہیں مگر ... قسمیں ...
... ہم ... عام مولیاں جو دیسی
... ہیں اور جو ترکردن بادامو
... ہیں یہ سفید اور لمبی قسم میں ہیں
... یورپین اسے اس لئے ناپسند کرتے ہیں
کہ یہ بہت ملائم اور لذیذ نہیں ہوتی۔ یوں بڑے ... شہروں میں اگر دیکھا جائے تو مولی
... مہینے ملتی ہے۔ مگر بالعموم ... برسات میں بودی جاتی ہے
بعض مرتبہ اس سے بھی پہلے۔ کیونکہ ... میں یہ بازاروں میں کثرت سے
... کے بیج بار بار بوئے
جاویں تب بھی کچھ ... اور ... ولایتی

مُولیوں میں کھینچ والے درختوں کے ساتھ دیسی سفید لمبی قسم کی مولی کے بیج [illegible]
موسم گرما اور برسات میں جو مولیاں ہوتی ہیں وہ تیلی ہوتی ہیں اور نہایت تیز ہو [illegible]
ہوتی ہیں کچھی مشکل سے کھائی جاتی ہے۔ اکثر موسمی بخار کے مریضوں کو اس کی بھاجی [illegible]
کھلائی جاتی ہے۔ کنوار کاتک یعنے شروع موسم سرما سے مولیاں موٹی موٹی [illegible]
ہیں اور جاڑوں میں بعض اوقات بڑی چارپائی کے پایہ برابر نظر آتی ہیں [illegible]
پھپھس ہوتی ہیں اور کھانے کے کام کی نہیں ہوتیں۔ مگر دہقانی اور [illegible] کو
جسمانی مشقت کا کام زیادہ کرنا پڑتا ہے ان کو ہضم کر جاتے ہیں +

میدانوں میں ماہ اگست کے وسط سے جنوری کے آخر تک بو سکتے ہیں [illegible]
میں ماہ مارچ کے شروع سے اگست کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ مولی کے [illegible]
درکار ہے جو عمدہ ہو مگر کھاد زیادہ رکھتی ہے کھاد تازہ نہیں [illegible]
دن سے بیج بوئے جائیں اسی دن سے پانی چاہیئے [illegible] مولیاں [illegible]
ہو جاویں۔ بہت سے باغبان اسے ساتھ کے ساتھ [illegible]
جلتے ہیں کیونکہ دیر تک اس کی مانگ رہتی ہے۔ مگر بہتر ترکیب [illegible]
مالی کرتے ہیں +

بیج کو بونے کے لئے [illegible] باغیچہ [illegible] پڑتی ہے [illegible]
بہت چھڑکواں بونے چاہئیں جس سے مولیاں خوب نشو و نما ہو [illegible]
کر کیاریوں میں [illegible] بنا کر چھ انچ کے فاصلہ پر بیج بو دینے چاہئیں [illegible]
فاصلہ [illegible] ۱۲ انچ کافی ہے۔ [illegible]
[illegible] بہت پسند کرتے ہیں [illegible]
کے اندر مولیاں استعمال کے قابل ہو جاتی ہیں۔ جو بیج [illegible]
خاص خیال کرنے چاہئیں۔ [illegible] مولیوں کی [illegible] چاہیئے [illegible]
اکھاڑ کر انہیں قطاروں میں لگا دینا چاہئے +

سینگرے۔ سینگرے بھی سبز ترکاری شمار کئے جاتے ہیں [illegible]

بنایا جاتا ہے یہ مولی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ مولیاں جو اکھاڑی نہیں جاتیں۔ ان میں گنڈلیں نکل کر پھول آ جاتے ہیں اور سینگرے لگ جاتے ہیں۔ نرم نرم توڑ کر یہ بطور ترکاری پکائے جاتے ہیں ورنہ اگر چھوڑ دیا جاوے تو خشک ہو جاتے ہیں۔ اور تخم ان سے حاصل کر سکتے ہیں۔ سینگروں کی اگر علیحدہ کیاری لگانی ہو تو یہ ترکیب بہتر ہے کہ ثابت مولیاں لیکر ان کا موٹا حصہ تھوڑا کاٹ کر قطاروں میں تین تین فیٹ کے فاصلہ پر گاڑ دینا چاہئے۔ جس طرف پتے نکلتے ہیں وہ طرف اوپر کی جانب رہے مگر گاڑنے سے پہلے پتے نوچ دینے چاہئیں۔ مٹی اچھی طرح سے چاروں طرف چڑھا دینی چاہئے۔ بونے سے چند روز بعد مولی میں سے پتے نکل کر زمین کے اندر ہی اندر پھیل جائیں گے جو سینگروں کے لئے غلاف کا کام دیں گے۔ چوتھی پانچویں دن پھوٹنے لگیں گے۔ اور یہ بڑھکر گھنے ہو جائیں گے۔ اور پھر ان میں پھول آ کر سینگرے لگ جائیں گے۔

ولایتی مولیوں کے بیج بازار سے یا انگریزوں کے مالیوں سے بآسانی دستیاب ہو سکتے ہیں۔

ہارس ریڈش

ہارس ریڈش۔ انگریزی نام ہے جس کا لفظی ترجمہ "گھوڑا مولی" کیا جا سکتا ہے۔ یہ مولی کی ایک قسم ہے۔ مگر ولایتی ترکاریوں کی فہرست میں آ سکتی ہے۔ ہندوستانی اس سے بہت کم واقف ہیں اور شاذ و نادر ہی کہیں بوئی جاتی ہے۔ یہ پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ مشرقی یورپ کے مقامات معتدلہ کا اسے متوطن کہا جاتا ہے۔ انگریز اسے شوربوں کو ذائقہ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اسے قاش قاش کر کے یا لچھا بنا کر بطور سلاد کھاتے ہیں۔ یہ پودا سرد ملک میں بہاری اور مرطوب زمین میں پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے میدانوں میں یہ شاذ و نادر ہی کہیں نظر آتا ہے۔ پہاڑوں میں یہ بآسانی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی جڑیں مارچ یا اپریل یا موسم خزاں میں بوئی جاتی ہیں۔ اس کا کوئی ہندوستانی نام نہیں جانتا ہے۔

یہ پودا بالعموم جڑوں سے بویا جاتا ہے۔ شاذ و نادر ہی تخم بستے ہیں۔ اور اس کے بیجوں کا ذکر تخم فروشوں کی فہرست میں بہت ہی کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اگر جڑیں ہندوستان میں دستیاب نہ ہوں تو موسم سرما میں ولایت سے منگوالیں۔ فصل کے خاتمہ پر چند پودے بطور بیج چھوڑ دیے جائیں۔ جن سے جڑیں حاصل کرکے دوسری فصل بوئی جاسکتی ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ کلکتہ میں جو سالانہ نباتات کی نمائش گاہ ہوتی ہے اُس میں ہارس ریڈش دکھلائی گئی تھیں۔ جن کو ہندوستان کی پیداوار کہا جاسکتا ہے۔ مگر وہ نہایت نکمی۔ بے ڈھنگی اور ریشہ دار تھیں۔ کوئی بہت پتلی کوئی موٹی۔ اور کوئی بدصورت گویا اصلی صورت سے بہت مختلف۔ اصلی صورت یہ ہے کہ موٹی اور مضبوط پوتی ہو۔

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے انگلستان کے طریقے کے موافق اسے بویا یعنے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کے ٹکڑے کاٹ کر ایک ایک فٹ زمین کھود کر انہیں گاڑا اور امید تھی کہ برس دو برس میں یہ بڑھ کر سطح زمین سے سر نکالیں گے مگر اس امید میں ناکامی ہوئی اور وہ ٹکڑے اندر ہی اندر سڑ گل گئے۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ میں نے دوسری ترکیب کی اور اس میں مجھے پوری کامیابی ہوئی۔ وہ ترکیب یہ تھی کہ پھولوں کے گملوں میں پتّی کی عمدہ کھاد چھنی ہوئی ریت کے ساتھ ملاکر اوپر تک بھر دی اور ان گملوں کے کنارہ کنارہ دو دو انچ لمبی جڑیں جو معمولی لکھنے کی قلموں کے برابر موٹی تھیں گاڑ دیں۔ پانی دیا جاتا رہا۔ بہت جلد جڑیں لگ گئی تھیں پھوٹ نکلیں۔ پھر زمین کا ایک قطعہ اراضی پر ڈیڑھ فٹ گہرے ۱۰ انچ چوڑے سوراخ کھودے گئے۔ جن کا آپس میں فاصلہ ایک ایک انچ تھا۔ ان سوراخوں میں پہلے آدھی ایسی مٹی ڈال دی جس میں عمدہ سڑی ہوئی کھاد ملی تھی اس کے اوپر ہلکی بھربھری مٹی ڈالی گئی۔ اور گملوں میں سے ایک ایک جڑ جس نے پھوٹ کر پودے کی شکل اختیار کرلی تھی لگادی گئی۔ جب ہفتہ دو ہفتے کے بعد ان جڑوں نے جگہ پکڑلی تو ان کے چھوٹے چھوٹے ریشے مٹی ہٹاکر نوچ لیے گئے صرف ایک بڑا چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ اندر ہی اندر مضبوط جڑ بنتا رہے۔ دوسرے تیسرے ہفتہ اسی طرح چھوٹے چھوٹے ریشے مٹی ہٹاکر نوچ دینے چاہئیں تاکہ پودا خوب بڑھے۔ بہت جلد بڑی جڑ ایک فٹ گہرائی تک پہونچ جائےگی۔ اس وقت اوپر کے حصہ کی مٹی

نکال کر اس کی جگہ چکنا ذرہ دار ریت بھر دو۔ اس سے دو فوائد متصور ہیں۔ اول تو جڑ کے اوپر کے حصہ میں چھوٹے چھوٹے ریشے نہیں نکلیں گے۔ دوسرے جو پانی پودے میں ڈالا جائیگا وہ فوراً نیچے جڑ تک پہونچ جائیگا۔ یہ ترکیب محنت طلب اور احتیاط طلب مگر کامیابی کی پوری امید ہے۔ مربع اونچی اور عمدہ زمین میں ایک ایک فٹ گہرے اور ایک ایک فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر سوراخ کھود اور ان میں جڑیں گاڑ دیں امید ہے کہ اوسط درجہ کی ہارس ریڈش ہو جائیگی +

بعض اصحاب ہارس ریڈش سینجنے کے پودے کو بتلاتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی ہے البتہ ہندوستان کے میدانی علاقوں میں سینجنے کو ہارس ریڈش کا پورا قائم مقام کہا جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے سینجنے کے پودوں کی جڑیں بجائے ہارس ریڈش کا کام دیتی ہیں۔ اور نہایت مشکل سے ان دونوں میں تمیز ہوتی ہے۔ سینجنے کے بیج بکثرت ملتے ہیں۔ ایک کیاری میں ایک ایک فٹ کے فاصلے پر بو دیئے جاویں۔ پانچ چھ مہینے میں ان کی جڑیں استعمال کے قابل ہو جائینگی اگر فروری اپریل میں بوئی جاویں تو ستمبر [illegible] کھانے کے قابل ہو جاویں گی۔ یہ پودا بہت جلد بڑا ہوتا ہے +

گاجر

گاجریں ہندوستان کے ہر حصہ میں [illegible] اور امیر غریب سب اسے استعمال کرتے ہیں۔ [illegible] استعمال [illegible] مویشیوں کے لئے بھی گاجریں عمدہ اور تر چارہ کا کام دیتی ہیں۔ گاجروں کا کثرت سے [illegible] ترکاری بھی بنتی ہے۔ خشک کرکے ستو بھی بنائے جاتے ہیں۔ جو موسم گرما میں سرد اور [illegible] خیال کئے جاتے ہیں۔ جاڑوں میں گاجروں کا حلوا [illegible] سے تیار ہوتا ہے۔ مربا بھی ڈالا جاتا ہے۔ بہت سے اہل ہنود اسے مذہبی خیال سے نہیں کھاتے +

عالمان علم نباتات گاجر کا وطن یورپ [illegible] مغربی حصہ کوہ ہمالیہ کا بتلاتے ہیں۔ یورپ والوں نے اپنی [illegible] کی طرح گاجر کی بھی کئی اقسام بنادی ہیں۔ مگر ہندوستان میں [illegible] دو قسموں [illegible] لمبی جڑ والی اور چھوٹی جڑ والی [illegible]

دیکھا جائے تو وہ گاجریں جو ہمارے عام زمیندار اور کاشتکار پیدا کرتے ہیں نہ خوش ذوقوں کے کھلانے کے لائق ہیں۔ نہ ان میں حلاوت ہوتی ہے نہ نزاکت نہ اچھی شکل نہ صورت۔ رنگ اور نہ ملائمت۔ سخت موٹی سی ان میں ہڈی نکلتی ہے۔ جس کا ہضم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کے سرے پر کئی کئی چھوٹی چھوٹی شاخیں نکل آتی ہیں۔ جو اسے نہایت بدنما بنا دیتی ہیں۔ ولایتی گاجروں کے تمام کے تخم باہر سے آتے ہیں۔ فصل کے آخر میں جو اس جگہ پیدا ہوتے ہیں ان کو بونے سے اصلی ذائقہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ رنگ روپ بھی نہیں رہتا۔ میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں فروری سے شروع مئی آخر تک بوتے ہیں۔ اگرچہ بیج کسی سے کمتر نہیں ہیں۔ ۔۔۔ موسم کے تغیر و تبدلات کو بہ نسبت باہر والے بیجوں کے بآسانی جھیلتے ہیں ۔۔۔ کو زیادہ خرچ ہو تو بہتر ہے کہ یہاں کی فصلوں سے حاصل کئے ہوئے بیج فصل آگیتی کے لئے بوئیں اور باہر سے آئے ہوئے فصل پچھیتی کے لئے۔

گاجریں ہندوستان میں تمام ایسی زمینوں پر عمدگی سے پیدا ہوتی ہیں جہاں عام نباتات ۔۔۔ مگر اس کی عمدہ فصل حاصل کرنے کے لئے ۔۔۔ کہ پہلے کیاریوں کی مٹی کو خوب باریک اور درست کیا جائے اور زمین کو گہرا کھودا جائے۔ تاکہ گاجریں اندر ہی اندر خوب پھیل سکیں۔ دوسری زمین کو یکساں ۔۔۔ کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ کہیں اونچی اور کہیں نیچی ہو ۔۔۔ کے سر کے پاس کئی کئی چھوٹی چھوٹی شاخیں نکل آئینگی جس سے صاف پایا جائے گا کہ زمین یکساں نہیں کھودی گئی۔ اس لئے گاجروں کو راستے میں رکاوٹیں پیش آئیں اور آخر جدھر زمین نرم ملی اور جدھر سلینگ سمائے ادھر رخ کر لیا۔ کھاد کیاری میں ڈال کر اس طرح بھی میں ملا کر مٹی اور کھاد یکساں ہو جائے ورنہ گاجریں سڈول پیدا نہیں ہوں گی کہیں موٹی اور کہیں پتلی۔ ۔۔۔ کے لئے

مجموعہ استعمال کرنی چاہئے۔ درکھدائی قریب ۲۰ انچ کے گہری ہو

گاجروں کی کاشت کے لئے بدترین زمین وہ ہے جس کی مٹی کے ڈھیلے بھاری اور سخت ہوں۔ مگر ایسی زمین میں اونچی قطاروں میں گاجریں بونے سے کامیابی کی توقع کیجا سکتی ہے کیاریاں بنا کر قطاریں اتنی لمبی بنائی جاویں جن میں بخوبی پانی دیا جا سکے۔ قطاروں کو آپس میں قریب ۱۲ انچ کے فاصلہ ہو مگر دو بیجوں کا آپس میں ۸ انچ کا فاصلہ کافی ہے اگر چھوٹی قسم کی گاجریں ہوں تو ایک دو انچ کم کر دیں۔ اگر بوتے وقت موسم خشک ہو تو فی الفور پانی دیں ورنہ اس وقت تک ملتوی رکھیں جبتک کہ بیج پھوٹ آویں اور زمین سے نکل لیں پانی اس طرح سے دینا چاہئے کہ قطاروں کے درمیان جو فاصلہ ہو وہ اس سے لبالب بھر جائے۔ یہ ضروری نہیں کہ قطاریں ڈوب جائیں۔ جب بیج پھوٹ آویں تو انہیں غور کرکے چھانٹ دینا چاہئے ناکارہ گھاسوں کا احتیاط سے قلع قمع کرتے رہیں۔ اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں۔

فرمجر صاحب لکھتے ہیں کہ اگر گاجروں کو اکھاڑ کر دھو کر اور دھوپ دیکر ہو بیٹے نوچ کر بڑی بڑی مٹی کے ناندوں میں خشک مٹی کی تہ بہ تہ بچھی ہوئی ہے تہ بہ تہ دبا جاوے تو تمام موسم گرما تک یہ گاجریں قابل استعمال رہتی ہیں۔ گو بعض اہل الرائے کا قول ہے کہ بنگال میں یہ ترکیب ممکن ہے مگر ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب میں اس طریق سے گاجریں درست نہیں رہ سکتیں کیونکہ گرمی زیادہ پڑتی ہے۔ اگر موسم گرما میں گاجروں کی ضرورت ہو تو دسمبر میں بیج بو دیئے جاویں گاجریں اُگ آویں گی مگر بہت پتلی پتلی ہوں گی۔ پہاڑوں میں گاجروں کی کاشت کا وہی طریقہ ہے جو میدانوں میں صرف بونے کے موسموں کا فرق ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

شلجم

شلجم ہندوستان میں مشہور نباتات میں ہے بہ نسبت اہل ہنود کے اس کا خرچ مسلمانوں میں زیادہ ہے۔ دہقانی اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں اور گنڈاسے سے کاٹ کاٹ کر اپنے مویشیوں کو بھی کھلاتے ہیں جس سے جانور خوب تیار ہوتے۔ شلجم کو خشک کرکے رکھ چھوڑتے ہیں اور ایسے موسم میں استعمال کرتے ہیں جبکہ یہ تازے نہیں مل سکتے۔ اس کا اچار بھی بہت پرتاثیر اور لذیذ ہوتا ہے۔

یورپ کے بڑے حصہ میں جنگلی شلجم بہت کثرت سے پیدا ہوتے ہیں مگر کھانے کے لئے اسے بہت شوق اور احتیاط سے کھیتوں میں بوتے ہیں۔ اہل یورپ نے اسے کئی اقسام میں منقسم کیا ہے۔ گو یہ سب اقسام ہندوستان میں ہر جگہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر اس جگہ کی فصل بو کر اگر اس سے تخم حاصل کئے جاویں تو دوسری فصل کے لئے اگر انہیں بنا سنبھال رکھو تو ماہ جولائی کے آخر سے ماہ ستمبر کے وسط تک بو سکتے ہیں عمدہ فصل پیدا ہوگی۔

اگر باہر سے بیج منگوا کر بو جاویں تو انہیں ستمبر کے شروع سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں پر شلجم ماہ فروری کے آخیر حصے سے ماہ جون کے وسط تک بو سکتے ہیں یا برسات ختم ہونے کے بعد مگر باہر سے بیج منگوا کر فصل بوئی جائے اور اس سے تخم حاصل ہوں انہیں دے سکتے برباد

یا انھیں تالاب وغیرہ کے بیچ تصور کرکے بو دیں تو غالباً شلجم نہیں پڑیں گے بلکہ پتے ہی رہ جائیں گے اگر دیسی اور باہر کے بیجوں کو نوبت بنوبت بویا جائیگا تو مدت دراز تک شلجم ملتے رہیں گے۔

شلجم معمولی باغیچوں کی زمین میں بہ عمدہ طرح سے پیدا ہو سکتے ہیں مگر اس کے لئے وہ زمین بہت عمدہ سمجھی گئی ہے جس میں ریت بھی کسی قدر جزو ہو۔ اور کھاد خوب ملی ہوئی ہو۔ کیاریاں درست کرکے شلجم کے بیج چھڑکواں بو دیں اور جب وہ پھوٹ آویں تو گنجان پنیری کو اکھاڑ پھینکدیں اگر پودے گھنے رہ جائیں گے تو فصل کو سخت نقصان پہونچیگا۔ اور شلجم عمدہ نہیں ہوں گے۔ ایک پودے کا دوسرے سے قریب ۹ انچ کے فاصلہ رہنا چاہئے۔ اگر باغیچہ کی مٹی سخت ہو تو شلجموں کو قطاروں پر بونا بہتر ہے۔ قطاروں کا آپس میں ۱۵ انچ کا فاصلہ رہے۔ اور پودوں کا آپس میں ۸ اور ۹ انچ کے قریب قریب ہو۔ اگر بونے کے وقت زمین تر ہو تو پانی دینے کی اس وقت تک ضرورت نہیں ہے جب تک بیج پھوٹ آویں۔ ورنہ تخم بوتے ہی پانی دیں۔ اگر چھڑکواں بیج بوئے جاویں تو ان پر ایک انچ مٹی کی تہ دیں مگر مٹی باریک ہو کیونکہ مٹی کی ڈلیاں زیادہ نہ ہوں۔ ناکارہ گھاس بھی وقتاً فوقتاً اکھاڑتے رہیں۔ اور اگر موسم خشک ہو تو چوتھے یا پانچویں دن پانی دیتے رہیں۔

جن پودوں سے بیج حاصل کرنے منظور ہوں انہیں عمدہ کھاد دے کر انتخاب کرلیں اور ان کی اسی طرح سے حفاظت کریں جس طرح سے ہم دیباچہ میں لکھ چکے ہیں۔

ولایتی بینگن

ولایتی بینگن اکثر انگریزوں کے باغیچوں اور اسی جگہ کے نظر آتے ہیں جہاں کہ انگریزوں کی آبادی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ پکے ہوئے ولایتی بینگنوں سے مربے اور چٹنیاں بنواتے ہیں اور شوربوں کو اس سے زیادہ مزیدار کرلیتے ہیں۔ اگر انہیں ترکاری کے طور پر بھی کسی ترکیب سے بنایا جائے تو ممکن ہے کہ لذیذ بنیں مگر ہمارے اہل وطن ہر ایک اچھی سبزی ترکاری کی جانب کم التفات کرتے ہیں۔ اگر توجہ کریں تو ایسی اور خوش ذائقہ سبزی ترکاریاں ہماری خوراک کا جزو بن سکتی ہیں۔

مگر سوا ... ہیں

اور ... ہے چونکہ

یہ پودا دوسرے پودوں کے ذرہ

سے میل سے بھی اپنی اصلیت کو بدل

دیتا ہے اس لئے اس کے باہر سے

آئے ہوئے بیج نہ یہ استعمال کئے

جاتے ہیں جو نہایت احتیاط سے تیار

ہوتے ہیں۔ میدانوں میں اسے

ماہ جولائی کے وسط سے اکتوبر کے

آخر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں

ماہ مارچ کے وسط سے مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ کسی عمدہ تیار کی ہوئی کیاری میں اس کے بیج چھڑکواں بو کر پنیری تیار کر لی جائے۔ پھر جب پودے ذرہ بڑے ہو جاویں تو باقاعدہ کیاریوں میں قطاروں پر لگا دیں۔ جن اضلاع میں کہر اور پالا وغیرہ کم پڑتا ہے۔ وہاں ان کو سایہ کی ضرورت نہیں۔ ایسے مقامات میں کیاریوں کا آپس میں فاصلہ تین فیٹ کافی ہے اور پودوں کا آپس میں ڈیڑھ فیٹ بہت ہے۔ لیکن شمالی ہند میں جہاں جاڑا یا پالا دھند زیادہ پڑتی ہے۔ ان کے بونے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ کیاریوں میں قطاریں بنائی جاویں جن کا آپس میں فاصلہ ڈیڑھ ڈیڑھ فیٹ ہو۔ پودوں کا فاصلہ آپس میں پندرہ انچہ کافی ہے مگر تین قطاروں کے بعد ایک تین چار فٹ چوڑی پگڈنڈی چھوڑ دیں تاکہ کیاری میں آنے کی سہولت رہے۔ جن دنوں رات کو کہر اور سخت سردی پڑے تو چٹائیوں یا گھاس پھوس کی ٹٹیاں بنا کر اوپر بانسوں پر ڈال دیں۔ جب موسم خشک ہو تو ہر دسویں دن ضرور پانی دیں۔ اور ناکارہ گھاس کو اکھاڑتے رہیں۔ اگر ایک فصل ماہ جولائی میں بوئی جائے اور ایک ستمبر یا اکتوبر میں تو ولایتی شلجم اکتوبر سے لے کر برابر جولائی تک اترتے رہتے ہیں پہاڑوں میں ... فصل موسم

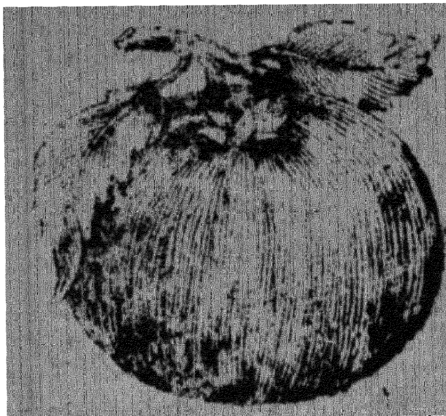

بہار کے شروع میں بونی چاہئے۔ اور بارش اور تیز ہواؤں سے اسے بچانے کا خیال رکھیں۔ قطاروں کا فاصلہ وہ رکھیں جو ہم نے ان اضلاع کے لئے تجویز کیا ہے جن میں کہر وغیرہ نہیں پڑتی۔

ہاتھی چک یا کنگور

ہاتھی چک جسے ہاتھی زیج بھی کہتے ہیں ہندوستان میں بہت جگہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ یہ ہندوستانیوں کے دل پسند ترکاری نہیں ہے اس لئے اس پر کم التفات کی جاتی ہے۔ کم دل پسند ہونے کی وجہ یہی ہے کہ اسے اجنبی شے سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے شوق سے بنایا نہیں جاتا۔ ورنہ ممکن ہے کہ عمدہ نہ بنے۔ ہاتھی چک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک گلوب دوسری یروشلم۔ اسے انگریز زیادہ تر استعمال کرتے ہیں۔ اور وہی انہیں اپنے باغیچوں میں لگواتے ہیں۔

ہاتھی چک کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ افریقہ اور جنوبی یورپ کا متوطن ہے۔ گلوب ہاتھی چک کی کچی کلیوں کے لئے کاشت کی جاتی ہے۔ یہ پودا ہندوستان میں ہر جگہ اُگ سکتا ہے۔ اور اگر حفاظت کیجائے تو ایک مرتبہ کا لگا یا ہوا ہمیشہ تک قائم رہتا ہے۔ بالعموم نئے بیجوں سے بوتے ہیں۔ ورنہ اس کی قلمیں بھی لگا سکتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ پودا بغیر تردد پیدا ہو جاتا ہے۔ بہت کم احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ ولایت سے تخم منگوا کر جو فصل بوئی جائے اُس کے ہاتھی چک بہت موٹے اور بڑے ہوتے ہیں۔ اور اس

فصل کے بیجوں سے جو آیندہ فصل بوئی جاوے اُس کے ہاتی چک بہت بڑے نہیں ہوتے مگر بہت اچھے ہوتے ہیں۔ یہی حال شناخیں لگانیکا ہے +

اگر تخم سے فصل تیار کرنی ہو تو بیج کیاریوں میں چھڑک کر بو دیں مگر کیاریاں ایسی ہوں کہ اُن میں دیر تک فالتو پانی کھڑا نہ رہے۔ بیج چھڑک کر عمدہ مٹی کا ہلکا غلاف دیدیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں ماہ مارچ کے شروع سے مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اگر موسم خشک ہو۔ تو تیسرے چوتھے دن فوارے سے پانی دیا جاوے اگر بارش ہو تو پانی کو کیاریوں میں ٹھیرنے نہ دیں۔ فوراً نکال دیں۔ اگر بارش جاری رہے تو کیاریوں کے چاروں طرف نالیاں بنا دیں جن میں سے پانی بہہ جاوے

جب بیج پھوٹ آویں اور دو ہرے تہرے پتے نکل آویں تو ان ننھے ننھے پودوں کو اکھاڑ کر کیاریوں میں قطاروں کے اوپر لگا دیں۔ قطاروں کا آپس میں فاصلہ چار فیٹ ہو۔ اور اتنا ہی فاصلہ پودوں کا آپس میں رہے۔ ہاتی چک یوں تو باغیچوں کی معمولی زمین میں بھی عمدگی سے پیدا ہو جاتا ہے مگر ایسی زمین اسے بہت پسند ہے۔ جس میں ریت کا بھی معقول جزو ہو۔ اور بہت گہرائی تک یکساں ہو بونے کے پہلے زمین کو خوب کھود کر اچھی سڑی ہوئی پتی کو ڑے کرکٹ اور گوبر کی کھاد ڈالئے۔ اگر زمین سخت ہو تو بجائے گوبر کی کھاد کے اصطبل کی کھاد ڈالنی چاہئے۔ اگر کل کیاری میں عمدہ طرح سے کھاد ڈالنے کی کافی مقدار نہ مل سکے تو بہتر یہ ہے کہ جن سوراخوں میں پنیری لگائی جاوے ان میں کھاد ڈال دی جاوے۔ اگر موسم خشک ہو تو [illegible] دن پانی دیں اور ناکارہ گھاسوں کو کھاتے رہیں۔ وقتاً فوقتاً زمین کو ٹتے بھی رہیں

فرسنجر صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے ہاتی چک کی فصل کے لئے ہاتی [illegible] کھاد ڈالنے کے لئے ایک شخص نے کہا تھا مگر اس سے کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ اس فصل کے لئے تمام ایسی کھادیں مفید ہیں جن میں نمک کا جزو شامل ہے۔ پہاڑوں میں ہاتی چک موسم بہار کے شروع میں بونا چاہئے۔ چونکہ سرد ممالک میں ہاتی چک خاصیت میں کمتر نہیں ہوتا

[illegible] سے [illegible] یعنے اس کی نئی شاخوں کو دو حصہ
سلل للا [illegible] سے [illegible] پودے تیار ہو جاتے ہیں۔

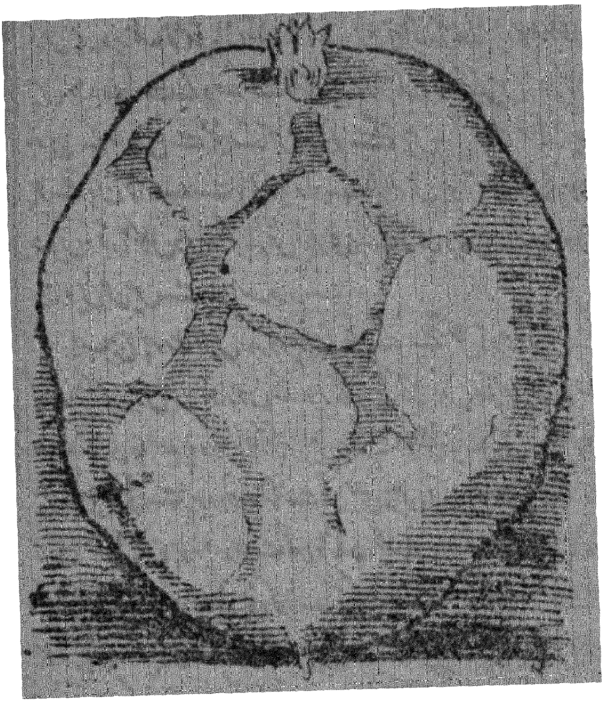

ہاتھی چک یروشلم

یروشلم ہاتھی چک کی کاشت کلیوں کی خاطر نہیں کی جاتی۔ بلکہ سفید ملائم گانٹھو
لئے جو [illegible] پودے کی [illegible] سے پیدا ہوتی ہیں۔ انگریز انہیں بہ
شوق سے کھاتے [illegible] مگر ہندوستانی اس کی جانب کم توجہ کرتے

عالمان علم نباتات اسے شمالی امریکہ کا [illegible] بتلاتے ہیں۔ انگریز اس کی چٹنی اور آچار بھی بناتے ہیں۔

اس پودے کی کاشت کے لئے کوئی بڑا تردد نہیں کرنا پڑتا۔ اگر اس کی شاخوں اور نئی قلموں کو کسی باغیچہ کی زمین میں عمدہ کیاری بنا کر [illegible] میں لگا دیا جاوے تو اسے ایسی قطاروں پر لگانا چاہئے جن کا آپس میں ڈھائی فٹ کا فاصلہ ہو۔ اور پودوں کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ کافی ہے۔ جب پودے ایک ایک فٹ اونچے ہو جاویں تو قطاروں پر تازہ مٹی پودوں کی جڑوں میں چڑھانا چاہئے۔ ہفتہ میں [illegible] پانی [illegible] قطاروں کے درمیان رہے۔ اور [illegible] ماہ دسمبر میں [illegible] ہو جاتی ہیں۔ [illegible] تو زمین [illegible] اور [illegible] ان کا ذائقہ درست [illegible] ہے [illegible] پہاڑوں [illegible] میں [illegible] جاتی ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] بہت شائق ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] تو بہت عمدہ [illegible] یہ پودا [illegible] خوب پیدا ہوا۔

عالمان علم نباتات [illegible] شمالی [illegible] میں [illegible] اس کا [illegible] کی [illegible] ہے۔ [illegible] ماہ [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] پہاڑوں پر ماہ فروری

کے آخیر سے اپریل کے آخیر تک بوئے جا سکتے ہیں۔ بیجوں کو کیاریوں میں چھڑک کر بو دیں اور جب پودے چھ چھ انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں بڑے بڑے سوراخ کھود کر لگا دیں۔ یہ سوراخ پندرہ انچ گہرے اور پندرہ انچ چوڑے ہونے چاہئیں۔ اور پہلے سے مٹی میں خوب گلی سڑی ہوئی کھاد ملا دیں۔ اگر زمین سخت ہو تو ایک فٹ زمین اور گہری کھود کر اوپر کی سطح کی مٹی سے اسے بھر دیں۔ اور سوراخوں کی گہرائی جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں پندرہ انچ رہنے دیں۔ پودوں کو ان سوراخوں میں اٹھارہ اٹھارہ انچ کے فاصلہ پر لگا دیں۔ پودے لگانے کے بعد فی الفور پانی دیں۔ اور ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور دیا کریں بشرطیکہ موسم خشک ہو۔ جب درخت پوری قامت کو پہونچ جائے تو اس کی جڑوں کے اوپر تھوڑی تھوڑی مٹی ادھر ادھر سے لیکر چڑھا دیں۔ اسی طرح جب جڑ کے پاس سے دراڑیں کھل جاویں مٹی بھر دیں۔ پودے جب پورے طور پر بڑھ چکتے ہیں تو دس پندرہ دن کے اندر خشک ہو جاتے ہیں۔ اس وقت انہیں اکھاڑ لینا چاہئے۔ اور بعد حسب ضرورت کام میں لا سکتے ہیں۔

پارسلے

پارسلے انگریزی نام ہے۔ ہندوستانی مالی اسے اجمود بھی کہتے ہیں۔ انگریز اسے

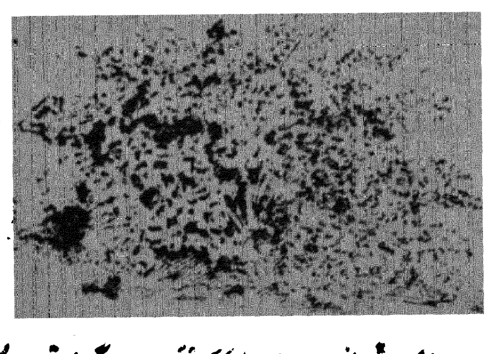

کئی طرح سے بنا کر کھاتے ہیں۔ اس کی پتوں کے لئے زیادہ تر کاشت کی جاتی ہے۔ جن کی انگریزوں کے باورچی خانوں میں بہت مانگ رہتی ہے اور کھانے کی میزوں پر یہ آرائش کے لئے بھی رکھی جاتی ہے۔ پارسلے کی کئی قسمیں ہیں۔ مگر ڈبل گھنی چا

ہیں جن کے بونیکا عام رواج ہے۔

عالمان علم نباتات اسے ملک [illegible] یا کا [illegible] بتلاتے ہیں۔ میدانوں [illegible] ماہ ستمبر کے شروع سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک۔ یہ پودا ہر ایک جگہ جس میں [illegible] پیدا ہو سکتی ہے [illegible] ہو سکتا ہے مگر گرمی اور بھاری عمدہ زمین اسے بہت مرغوب ہے اور کسی قدر [illegible] جاہتا ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ بونے [illegible] دن بعد بیج پھوٹ آتے ہیں اور [illegible] میں بدنا چاہئے جب پودے تین چار انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں سایہ دار رُخ پر نط [illegible] کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ ہو اور پودوں کا آپس میں تین یا چار انچ کافی ہے [illegible] بیج ذرہ دیر سے پھوٹیں گے۔ اور اگر موسم تر ہے تو بہت جلد۔ ناکارہ گھاسوں کو احتیاط سے اکھاڑتے رہیں۔ اور جب موسم بہت خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں

پہاڑوں میں اسے موسم بہار [illegible] بو سکتے ہیں اور دوسری مرتبہ [illegible] تک جبکہ برسات ختم ہو جاوے اور خزاں کا آغاز ہو [illegible] بو سکتے ہیں یقیناً فصل خاصی تیار ہو جاویگی +

پارسنپ

پارسنپ۔ ایک انگریزی ترکاری ہے [illegible] میں بہت کم بوئی جاتی ہے یہ گاجر کی قسم میں سے [illegible] ہے مگر گاجر سے بہت زیادہ دیر میں پختگی کو پہونچتی ہے بڑی خرابی یہ ہے [illegible] یکساں کے اندر جڑ [illegible] ہو جاتے ہیں اور پھوٹتے نہیں ایسے

پیٹ ... ہوا ... کے موسم ... آب و ہوا ... کو

... سے تو عمدہ ہو سکتا ... کے

بیج منگوائے ... یہاں ... مقدور طلب ... لئے

ہونیکا ... ہے۔ کسی دوست کو انگلستان میں لکھا جائے کہ جس وقت وہاں بیج

ہو۔ اسی ... بیج ہندوستان میں روانہ کردیں یہاں آتے ہی انہیں بودیا جائے

اس طریق سے موسم کا حساب بھی ٹھیک ... کو کیاریوں میں ایک ایک انچہ گہری لکیریں

بناکر بودیا جاوے ... جب پودے نکل آویں تو ان میں پندرہ سے اٹھارہ انچ کا

فاصلہ رہے۔ اور لکیروں کا آپس میں قریب ایک فٹ کے فرق ہو اگر بیج گھنے ہوجاویں تو

چھانٹ دیں۔ ورنہ پودوں کے نشوونما ہونے میں ہرج واقع ہوگا۔ ناکارہ گھاس کو اکھاڑتے

رہیں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایکمرتبہ پانی دیں میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے

وسط سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں ماہ مارچ کے شروع سے ماہ مئی کے

آخر تک کاشت کر سکتے ہیں +

چقندر

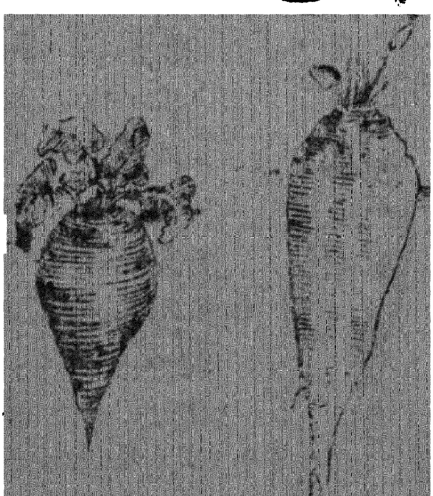

ترکاری ... ہندوستان

اسے بہت ہی کم استعمال

کرتے ہیں اس کی رنگت

بہت ... لئے

ہوتا ہے۔ اگر ... تو

...

کرتے ہونگے عام ...

نباتات اسے جنوبی یورپ کے سواحل سمندر کا متوطن بتلاتے ہیں۔ اہل یورپ نے اور سبز ترکاریوں کی طرح اس کی بھی بہت سی قسمیں بنالی ہیں مگر مشہور پانچ چار ہیں۔ فرنچر صاحب لکھتے ہیں کہ یورپ کی نسبت چقندر کو ہندوستان میں [illegible] ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ موسم سرما میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ اوراس کے مقابل کی شے کم ملتی ہے۔ انگریز اسے سرکہ میں ڈال کر اچار بنالیتے ہیں اسے ثابت ابالتے ہیں اور پھر تراشتے ہیں۔ اس سے سُرخ پانی نکلتا ہے سارا [illegible] ہوجاتا ہے اگر یہ گل جائے تو چقندر کسی کام کی نہیں رہتی بہت سے ہندوستانی [illegible] کہتے ہیں کہ یہ ترکاری لذیذ ہوتی ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں مارچ کے شروع سے مئی کے اخیر تک باہر سے چقندر کے تخم منگواکر بوئے جاتے ہیں اور جو اسی جگہ کی فصل سے حاصل کرکے بوئے جاتے ہیں ان میں فرق کم ہوتا ہے اور نسل کچھ اُترتی ہے۔ صرف اگر فرق ہے تو یہ کہ اسی جگہ کے بیجوں سے جو فصل بوئی جاتی ہے ان کی پیداوار زیادہ عرصہ تک نہیں ٹھیرتی کیونکہ پودا موسم گرما کے آغاز میں پھولنے لگتا ہے۔ ولایتی بیجوں سے جو فصل بوئی جاتی ہے وہ دیر تک ٹھیرتی ہے کیونکہ اس کے پودے پھول نہیں لاتے۔ اس جگہ کے بیجوں میں بڑی خوبی یہ ہے کہ موسم خزاں کی گرمی اور سردی کو یہ اچھی طرح سے برداشت کرلیتے ہیں۔ حالانکہ ولایتی تخم اکثر خراب ہو جاتے ہیں۔ پس موسم برسات جب ختم ہونے کو ہے تو چقندر کی فصل اسی جگہ کے تخم سے بونی چاہئے۔

چقندر ایسی زمین سے متعلق ہے جہاں [illegible] اسے کھلی جگہ میں بونا چاہئے۔ جہاں درختوں وغیرہ کا سایہ نہ ہو۔ کیاریاں درست کرکے [illegible] ڈال کر مٹی اور کھاد کو یک جان کرلیں پھر سطح کو ہموار کرکے قطاروں میں ایک ایک بالشت کے فاصلہ سے بیج بونے چاہئیں۔ قطاروں کا فاصلہ آپس میں پندرہ انچ کا ہونا چاہئے۔ بوتے وقت اگر زمین تر ہو تو پانی دینے کی اس وقت کچھ ضرورت نہیں جب تک کہ پودے [illegible] نہ آئیں ورنہ اگر موسم خشک ہو اور زمین بھی خشک ہو تو پانی فی الفور دینا چاہئے۔ جب پودے [illegible] ہوجائیں تو انہیں اس طرح سے چھانٹیں کہ پودوں کا آپس میں فاصلہ [illegible] ہو جائے۔ [illegible]

بعد ازاں اس طرح سے چھانٹیں کہ پودوں کا آپس میں ۹ انچ کا فاصلہ ہو جاوے۔ چھانٹنے میں جو پودے اکھاڑے جاویں انہیں یا تو علیحدہ کسی کیاری میں اسی طرح سے بو دیں یا اگر اسی کیاری میں کوئی گوشہ خالی ہو وہاں لگا دیں ورنہ پھینک دیں۔ ناکارہ گھاس کو احتیاط سے اکھاڑتے رہیں۔ اور اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں۔ اگر مٹی کیاری کی سخت ہو تو بہتر ہے کہ اونچی ہوئی قطاروں میں چقندر کی فصل کو بویا جاوے۔ اگر برسات ختم نہ ہوئی ہو اور چقندر بھی بوئی ہوں تو بھی یہی ترکیب بہتر ہے کہ اونچی ہوئی قطاروں میں بو دیں۔

فلر صاحب لکھتے ہیں کہ ابابیل اس پودے کے بہت شائق ہوتے ہیں اسلئے جب تک یہ چھوٹے چھوٹے رہیں ان پر ایک جال پھیلا دینا چاہئے۔ اور اگر رقیق کھاد میں ذرا سا نمک ملا کر کبھی کبھی اس فصل میں دیتے رہیں تو بہت عمدہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ پانی دینے میں کمی نہ کریں۔ جب ضرورت دیکھیں فوراً کیاریوں کو تر کرا دیں۔ چقندروں کو اعتدال سے بڑا نہ ہونے دیں ورنہ مزہ جاتا رہتا ہے +

اسپیرگس یا مارچوبہ

اسپیرگس کو بعض زبان میں مارچوبہ بھی کہتے ہیں۔ ایک انگریزی ترکاری ہے۔ جسے انگریز لوگ اپنے لئے پیدا کرتے ہیں اور انگریز اسے بہت شوق سے کھاتے ہیں دوسرے [illegible] بڑی قدر اس لئے ہوتی ہے کہ جس زمانہ میں یہ ہوتا ہے اُس وقت اور ولایتی ترکاریاں بہت کم ہوتی ہیں۔ [illegible] مرتبہ کا لگایا ہوا پندرہ [illegible] قائم رہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ احتیاط رکھی جاوے۔ عالمان علم نباتات [illegible] یورپ کے سواحل سمندر اور ایشیا کے بعض حصوں کا خودرو بتلاتے ہیں۔ [illegible] ہندوستان کے ہر حصہ میں با آسانی پیدا ہو جاتا ہے۔ گو یہ امر واقعی ہے کہ جیسا یورپ میں پیدا ہوتا ہے ویسا ہندوستان میں نہیں ہوتا۔ اس کی گٹھلیاں [illegible] اور ذائقہ میں بھی بہت عمدہ نہیں ہوتیں۔ مگر اسے احتیاط سے اگر [illegible] زمین [illegible]

نہ ٹھہر سکے بویا جائے۔ تو معقول حد تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ اگر زمین سخت اور بھاری ہوگی تو فصل نہایت خراب پیدا ہوگی۔

میدانوں میں یہ ماہ ستمبر کے شروع سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں اسے فروری کے اخیر سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں پہلے بیج چھڑ کواں بو کر ایک کیاری میں اس کی پنیری لگانی چاہئے۔ جب پودے ایس انچ اونچے ہو جاویں تو اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگا دیں۔

اس پودے کے لیے کیاریاں اس طرح سے تیار کریں کہ پہلے پھاوڑوں سے ۲ فیٹ گہری زمین کھود دیں اور پھر سطح پر ۶ سے ۸ انچ تک اونچی عمدہ سڑی ہوئی گوبر کی کھاد اور اصطبل اور بازار کا کوڑا کرکٹ بوزن مساوی ملا کر پھیلا دیں۔ پھر مٹی اور کھاد کو ایکجان کر کے اور ہفتہ دو ہفتہ تک اسی حالت میں کیاریوں کو پڑا رہنے دیں پھر جس قدر لمبی چوڑی مطلوب ہوں کیاریاں بنائیں۔ قطاریں بنا کر پنیری کو لگانا شروع کریں پہلے تین قطاریں بنا دیں جن کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ ہو پنیری اکھاڑتے وقت خیال رکھیں کہ جڑوں کو کسی طرح سے صدمہ نہ پہونچے اور ان کو سوراخوں میں جو قطاروں پر کئے جاویں گاڑ دیں اور ساتھ ہی تین انچ مٹی چڑھا دیں تاکہ پنیری کی جڑیں مضبوط ہو جاویں پودا لگا کر فی الفور پانی دیں اور اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیا کریں ہر سال فصل کر کے سطح پر عمدہ

سڑی ہوئی کھاد کی تہ دینی چا ... چاہئے۔ یہ کام دسمبر کے ...

... پھر نئے کلّے پھوٹ آویں گے ان پودوں سے

دوسری فصل بھی ... یہ ترکیب عمدہ نہیں ہے اس سے اصلی موسمی

فصل کو نقصان پہونچتا ہے۔ دوسری فصل اس طرح سے لی جا سکتی ہے کہ موسم گرمی

کے اخیر میں گندلوں اور پتّوں کو جو ... ہیں ... دیں اور کھاد ... کر ... اس

طرح برسات کے خاتمہ اور موسم خزاں کے شروع میں کچھ ... دیں گی۔ ...

دوسری فصل کی کسر موسمی فصل میں نکل جاتی ہے اور وہ عمدہ ... اور لذیذ نہیں ہوتی

اگر احتیاط رکھی جاوے تو پانچ چھ سال

تک پودا اصلی حالت میں رہ سکتا ہے

بعد میں ممکن ہے کہ اپنے اوصاف میں

کمی ظاہر کرے جب ایسی صورت ہو تو فوراً

ان کو اکھاڑ کر نئی فصل لگا دیں یہاں

میں بھی اس فصل کے ...

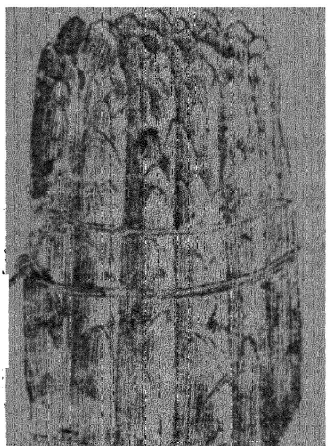

صرف اتنا اور کرنا چاہئے کہ پنیری

کیاری میں ایک سال تک رکھیں۔

پھر موسم بہار کے شروع میں باقاعدہ

کیاریوں میں لگا دیں۔ یہ پودے موسم

سرما میں مرجھا جاتے ہیں اور موسم

بہار کے شروع میں پھر از سرِ نو کھلتے ہیں +

روبہارب

روبہارب ایک انگریزی پودا ہے جو ایک مرتبہ ... لہا سال تک قائم رہتا

... نوں میں پیدا نہیں ہو سکتا سوائے ... کے ...

گ... یا جاوے تو بیج ضرور پھوٹ آ... پودے نہیں پیدا ہوتے ہیں گی
کاشت ... کے پتوں کے ڈنٹھیوں
کے ... سے
عمدہ قسم کا مربا بنایا جاتا ہے
کہتے ہیں کہ یہ پودا کوہ ہمالیہ میں
کئی پودوں کی جڑوں کے قدرتی
پیوند سے پیدا ہوگیا ہے۔

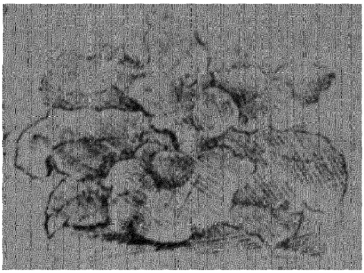

پہاڑوں میں اسے ماہ مارچ سے
لے کر اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں جن پہاڑی ... شمال کی طرف ہوتا ہے
اُن میں یہ پودا خاطر خواہ پیدا ہوتا ہے۔
پہلے گملوں ... یا
کو ...
... کی مٹی ڈال کر
اس کے بیج چھ ...
بونے چاہئیں جب
پودے نکل کر دو تین
پتے بدل لیں تو انہیں

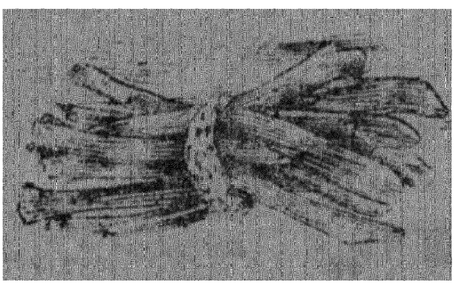

کیاریوں میں بونا چاہیئے۔ پودوں کا فاصلہ آپس میں تین فیٹ رہے اور کسی قدر سایہ کے تو بہتر ہے۔ زمین طاقتور ہونی چاہیئے۔ اور ایسی ڈھالو ہو کر اس میں فالتو پانی نہ رہے ورنہ جڑیں جلد سڑنے گلنے لگیں۔ ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک کرتے رہیں۔ ہر سال پودوں کی جڑوں میں گڑائی کر کے مجموعی کھاد دینی چاہیئے۔ دو سال میں جاکر اس کی فصل تیار ہوتی ہے۔ اگر احتیاط رکھی جائے تو کئی سال تک فصل اچھی حالت میں رہتی ہے۔

فرنجر صاحب لکھتے ہیں کہ، وہ ہیارب نیلگری پربت پر بکثرت پیدا ہوتی ہے اگر وہاں سے دو سال کے پودے ماہ اکتوبر میں لاکر دو دو فیٹ کے فاصلہ پر میدانوں[1] میں لگائے جاویں اور کیاریاں درستی سے بنائی ہوں۔ اور خوب کھاد دی گئی ہو۔ سایہ کی طرف کیاریوں کا رُخ ہو۔ اور پانی خوب ملتا ہے تو غالب ہے کہ فروری میں کچھ فصل اترے۔ اس کا تجربہ باسانی ہوسکتا ہے۔ اور اگر فصل لگ جاوے تو سب کسر نکل آتی ہے +

کھُمب

زبان انگریزی میں کھُمب کو "مارل" کہتے ہیں۔ اور بعض اقسام "مشروم" بھی کہتے ہیں۔ دراصل کھمب کے کئی اقسام ہیں۔ بعض کھانے کے قابل ہے اور بعض چھونے کے قابل بھی نہیں ہے۔ ایسی قسمیں جو نہایت بدصورت۔ بدبودار زرد اور زہریلی سی معلوم ہوتی ہیں ناقابل استعمال ہیں اور انہیں پوربی زبان میں "ککرمتا" اور پنجابی میں "پد بہیڑے" کہتے ہیں اصل

کھمب جو کھانے کے لائق ہے اور ہمارے ملک میں کئی جگہ بکثرت خودرو ہوتی ہے۔ انگریزی میں مارل کہلاتی ہے۔ یہ کشمیر میں بہت کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب لکھتے ہیں کہ ضلع شاہ پور (پنجاب) میں جن زمینوں میں کلر زیادہ ہے۔ اگست اور ستمبر کے مہینوں میں بہت افراط سے پیدا ہو جاتی ہے۔
مسٹر ایچی نل صاحب لکھتے ہیں کہ ضلع لاہور میں بھی کھمب بکثرت ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے

---

[1] میدانوں سے مراد پہاڑ کے برعکس مقام ہے ۱۲

کہ لاہور میں موسم برسات میں دیہاتی عورتیں [illegible] رکھ کر کھمباں بیچنے [illegible] جو کھیتوں اور میدانوں سے اکھاڑی جاتی ہیں۔ مگر [illegible] خشک کھمباں بارہ مہینہ میوہ فروش کی دکان سے مل سکتی ہیں۔ البتہ بھاؤ بہت مہنگا ہوتا ہے دو روپے سیر سے کم نہیں دیتے مسٹر بگلی لکھتے ہیں کہ ملک برما میں کھمباں [illegible] زمینوں میں [illegible] افراط سے پیدا ہوتی ہیں۔ بنگال میں اس کثرت سے کھمباں پیدا ہوتی ہیں۔ . . . کہ قابل استعمال اور [illegible] استعمال اقسام میں مشکل تمیز ہوتی ہے۔

مسٹر [illegible] کھمبوں کی کاشت کا ذاتی تجربہ لکھ کر فرماتے ہیں کہ اگر یہ ترکیب [illegible] جاوے تو یقیناً کھمبیں ضرور پیدا ہو جاویں گی۔ وہ تجربہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک خالی بنگلہ کے ایک برآمدے میں تھوڑی سی جگہ میں ٹوٹی اینٹوں کے روڑے لے کر بچھائے جو سطح سے تین انچ اونچے تھے۔ ان روڑوں کے اوپر نیم خشک گھوڑے کی لید کی ایک [illegible] انچ تہ دی اور پھر ایک انچ باغیچہ کی معمولی کھاد (جس میں مٹی اور سڑی ہوئی پتیاں شامل ہوتی ہیں) کی تہ دی۔ پھر نیم خشک لید کی ایک انچ اونچی تہ دی۔ اور پھر ایک باغیچہ کی کھاد کی تہ بچھائی پھر سہ بارہ پہلے ایک انچ نیم خشک لید کی تہ دیکر معمولی باغیچہ کی [illegible] مٹی میں پتی کی کھاد ملا کر تہ دیدی۔ مگر لید اور مٹی کو ایک جان کر لیا جاتا تھا۔ پھر دوسری تہ دی جاتی تھی۔ وقتاً فوقتاً پانی دیتے رہیں۔ مگر یہ لحاظ رہے کہ فوارے سے پانی دیا جاوے تاکہ تہ تک نہ ہو [illegible] ورنہ فصل مارے جانے کا احتمال ہے۔ امید ہے کہ دو تین ماہ کے اندر کھمبیں [illegible] آویں گی۔ جون جولائی میں تہیں جمانی چاہئیں۔

اصل اور قابل استعمال کھمبوں کی یہ شناخت ہے کہ وہ بہت مفید ہوں۔ ہاتھ لگانے سے بکھر نہ جاویں۔ اور عمدہ ریشہ دار اور مضبوط معلوم دیں۔ اوپر ٹوپی یا تو بند ہو یا کسی قدر کھلی ہو۔ ٹوپی کے اندر کی تہ زرد رنگ کی نہ ہو۔ سفید چکنی اور ڈل دار ہو۔ اگر [illegible] سے ناقابل استعمال کھمبیں پکالی جاویں گی تو وہ فوراً [illegible] پڑ جاویں گی۔ اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ پھینک دینے کے قابل ہیں۔ پکانے سے پہلے کھمبوں کو سونگھنا چاہئے اگر ان میں خوشبو [illegible] اور [illegible] خوشبو آوے تو سمجھنا چاہئے کہ قابل استعمال [illegible] ورنہ ناقص

ناقابل استعمال کھمبوں کی قسم اور بہت بری ہوتی ہے۔ موسم برسات میں اکثر گھوروں پر جنگلی کھمبیں پیدا ہو جاتی ہیں جس کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوروں کے پتے و پیال میں لید اور مٹی ملا کر تمام صورتوں میں پھیلی جاتی ہے۔ اس وجہ سے پانی کی نمی سے اور اجزا کے کھمبائی کی ترکیب سے کھمبیں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں۔

ایک تجربہ کار صاحب بیان لکھتے ہیں کہ کھمبوں کی کاشت کی ضرورت نہیں ہے کہ چھتوں کے نیچے کی جاوے۔ کھلے میدانوں میں کرو۔ وہ لکھتے ہیں کہ پہلے ایک فٹ اونچی گھوڑے کی لید بچھاؤ [illegible] اور ہفتہ [illegible] پڑی رہنے دو۔ پھر اس پر باغیچہ کی مٹی اور گھوڑے کی لید کو۔ گوبر بھیڑ کی مینگنیوں اور پرانے چونے اور پسے ہوئے چونے اور دیار کی لکڑی کے برادے سے باہم خوب ملا کر تین چار انچہ اونچی تہ دو۔ تہ کو خوب ٹھیک دو۔ تاکہ مٹی بیٹھ جائے۔ دن کو اس کیاری پر سایہ کرو۔ اور اسی طرح جب رات کو بارش یا خراب موسم ہونیکا احتمال ہو تو ڈھک دو البتہ صاف راتوں کو کیاری کھلی رہنے دو۔ دو مہینہ بعد چھوٹے چھوٹے انڈے سے اور جنگلی کھمبیاں پیدا ہوں گی۔ مگر اس وقت سے ہر روز صبح کے وقت تھوڑا تھوڑا پانی دینا چاہئے [illegible] دو ہفتہ بعد [illegible] کھمبیں نکلیں گی جو قابل استعمال ہوں گی۔ ان کو توڑتے وقت یہ خیال رہے کہ جڑیں نہ اکھڑ آویں سطح سے آدھ انچہ اونچی ڈنڈی چھوڑ کر بلا تامل کھمب توڑ لو۔ ورنہ اگر جڑیں ضائع ہو جاویں گی تو آئندہ فصل کو نقصان پہونچیگا۔

سرد ممالک میں سایہ کے تلے بارہ مہینے کھمبوں کی کاشت ہو سکتی ہے۔ گوین صاحب سپرنٹنڈنٹ باغیچہ سرکاری سہارنپور کی رائے ہے کہ کھمبوں کی کاشت کسی چھپر یا شاگرد پیشہ کے کسی مکان میں کرنی چاہئے کھلے میدانوں میں اگر فصل عمدہ ہو جاوے مگر پھر بھی ضائع ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور [illegible] بنانے سے پہلے اینٹوں کے روڑوں کی تہ جمانے سے بہت فائدہ متصور ہے فصل حاصل کرنے کے بعد پتلا رقیق کھاد ڈالنی مفید ہے۔ وہ کھاد اس طرح سے تیار کریں تازہ گوبر بھیڑ بکری کی مینگنیاں مرغیوں وغیرہ کی بیٹ اور شورہ کوٹ کر کسی بالٹی میں ڈال کر پانی میں گھول لیں اور جب پانی ٹھہر آوے تو اسے ہر روز صبح کو تین چار روز تک ڈالے۔ دوسرے دن یہ رقیق کھاد ڈالتے وقت یہ ترکیب کریں کہ تازہ پانی بالٹی میں ڈال کر تہ کو

بلادیں۔ اور جب پانی نتھر آوے پھر اُسے کیاری میں ڈالیں [illegible] سے تین چار دن تک کیاری کو سینچیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ انگلستان اور فرانس سے کھمبوں کے سپان آتے ہیں اور وہ لوٹے جاتے ہیں یعنے لید اور مٹی آمیز کھاد کی اینٹیں [illegible] تی ہیں جن میں کھمب کے چھوٹے چھوٹے انڈے شامل ہوتے ہیں۔ اکثر اصحاب نے دیکھا ہوگا کہ جہاں بڑی بڑی کھمبیں لگی ہوتی ہیں اُن کے ارد گرد کچھ چھوٹے چھوٹے گول گول انڈے سے اُگے ہوتے ہیں۔ انہیں انڈوں کو انگریزی میں سپان کہتے ہیں۔ اُن کے اجزا کو اُن ہی اور لید کی اینٹوں میں شامل کر کے بطور تخم ولایت والے جابجا [illegible] ہیں۔ اور ہزاروں روپیہ پیدا کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک اس بکھیڑے میں پڑنے سے بہتر یہ ہے کہ وہ ترکیبیں جو ہم نے بر کاشت کھمب کی نسبت لکھ آئے ہیں کی جاویں ہمیں امید ہے کہ ضرور کامیابی ہوگی۔

سلاری یا سلہری

سلاری یا سلہری انگریزی لفظ سلہری کا بگاڑ ہے کیونکہ اس کا اصل نام ہندوستانی زبان میں کوئی نہیں پایا جاتا۔ اس کو اس کی گندلوں اور پتوں کے لئے بویا جاتا ہے اور نرم گندلوں کی نہایت عمدہ بھجیا بنتی ہے اور ساگ نفیس تیار ہوتا ہے۔ مگر انگریز اسے باریک باریک کتر کے سرکہ میں ڈال کر اور نمک مرچ ڈال کر بطور چٹنی کے استعمال کرتے ہیں۔ اگر اس تخم کا اچھا سرمایہ پیدا کر [illegible] اس وقت [illegible]

[illegible] کے سینچنے [illegible]

خوش ذائقہ بنانے کے لئے دیتے ہیں۔

عالمانِ علم نباتات اسے انگلستان اور شمال مغربی حصہ کوہ ہمالیہ کا متوطن بتلاتے ہیں۔ یہ پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا دو سال تک قائم رہتا ہے اس کی قسمیں دو ہیں۔ سفید اور سرخ علاوہ اس کی اہل یورپ نے بہت سی قسمیں بنائی ہیں مگر وہ بہت عام اور مشہور نہیں ہیں۔ بعض تجربہ کار سفارش کرتے ہیں کہ سفید گندلوں والی سلہری کو بویا جاوے۔ بعضے سرخ گندلوں والی سلہری کی تعریف کرتے ہیں۔ سلہری کے بیج جو اس جگہ کی فصل سے حاصل ہوتے ہیں بہت عمدہ فصل پیدا نہیں کرتے۔ اس لئے باہر سے منگوائے ہوئے بیجوں سے فصل نہایت عمدہ حاصل ہوتی ہے۔ مخفی نہ رہے کہ سلہری ہندوستان میں ایسی ہی عمدہ اور لذیذ پیدا ہو سکتی ہے جیسے یورپ میں مگر نگہداشت ضروری ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں اسے ماہ فروری کے اخیر سے اپریل کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اگر فصل اگیتی بونی منظور ہو تو اسے گملوں یا بکسوں میں بونا چاہیئے۔ اور تپش آفتاب اور سخت بارش سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ گملے اور بکس برآمدوں میں رکھنے چاہیئیں۔ جب پودے چند ہفتوں کے ہو جاویں تو رفتہ رفتہ ان گملوں اور بکسوں کو دھوپ میں رکھتے جاویں اور جب پودے قدرے مضبوط ہو جاویں تو انہیں اکھاڑ کر ایک کیاری میں قطاروں پر تین تین انچ کے فاصلے پر لگا دیں اور قطاروں میں بھی تین تین انچ کا فاصلہ رہے۔ جب پودے اس کیاری میں چار پانچ انچ کے ہو جاویں تو انہیں باقاعدہ کیاریوں میں لگا دیں جہاں یہ نشوونما پاویں گے۔ اگر پچھیتی فصل بونی منظور ہو تو وہ برسات کے خاتمہ پر بو دیں۔ اس کے لئے گملے درکار نہیں۔ ایک کیاری میں بیجوں کو چھڑکواں بو دیں اور اس کیاری میں سے اکھاڑ کر ان کی منتقل جائے پر باقاعدہ لگا دیں۔ جب موسم زیادہ گرم ہوتا ہے تو بیج دو ہفتہ تک پھوٹتے ہیں ورنہ چند دنوں کے اندر ہی پودے نکل آتے ہیں۔

سلہری عام باغیچوں کی عمدہ زمین میں خاطر خواہ پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر عمدہ بھربھری مٹی جس میں ریت اور چکنی مٹی کا جز و معقول ہو اس کے لئے بہت موزوں ہے۔ کیاریوں کو اسکی

کاشت کے لئے ذرا گہرا کھودنا چاہئے۔ ایک فٹ سے کم نہ کھودیں۔ اگر دیکھیں کہ نیچے کی مٹی سخت اور کمزور ہے تو ایک فٹ اور کھودیں۔ اور سطح کی مٹی اس میں پُر کرکے گہرائی وہی ایک فٹ بدستور رہنے دیں پھر عمدہ سڑی ہوئی باغیچہ کی کھاد ڈال کر مٹی کو یک جان کر دیں۔ اور سطح کو ہموار کر دیں گوبر اور کوڑے کرکٹ کی کھاد اس کے لئے بہت مفید ہے۔ پودے بھی قطار وار پر نو نو انچ کے فاصلہ پر لگائے جاویں۔ اور انہیں نشوونما ہونے دیا جاوے۔ قطاروں کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ رہے پودے لگاتے ہی پانی دیں اور زمین کو خشک نہ ہونے دیں مگر بہتات نہ کریں۔ جب پودے ایک ایک فٹ اونچے ہو جاویں تو تمام نیچے کے چھوٹے چھوٹے پتے دور کر دیں۔ اور باقی کو ہاتھ سے سمیٹ کر پودوں کی جڑوں میں مٹی چڑھا دیں اور ہر ہفتہ بدستور پتوں کو ہاتھ سے سمیٹ کر پودوں کی جڑوں میں مٹی چڑھاتے جاویں۔ مگر خیال رہے کہ اس قدر اونچی مٹی نہ چڑھائیں کہ پودا ہی دب جاوے۔ اس ترکیب سے اوپر کے پتے ہی پتے نظر آویں گے۔ احتیاط رکھیں کہ ناکارہ گھاس نہ اُگنے پاوے۔ اور دو ہفتہ بعد قطاروں کو پانی سے خوب تر کر دیں جب یہ پودے پورے طور پر تیار ہو چکیں گے۔ تو زرد ہو کر پتے مرجھانے لگیں گے۔ اور اس وقت سلاد کے طور پر کھانے کے لئے ان کو توڑ لیا جاتا ہے (سلاد سے مراد سرکہ لچھا ہے) پہاڑ میں بھی کاشت کی وہی ترکیب ہے جو میدانوں کیلئے بیان کی گئی ہے۔ البتہ بونے کے موسم میں فرق ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

سلیریک۔ یہ بھی سلیری کی ایک قسم ہے۔ اس کی شاخیں شلجم کی جڑ کی طرح ہوتی ہیں۔ میدانوں میں وسط اگست سے وسط اکتوبر تک بوئے جا سکتے ہیں اور پہاڑوں پر فروری سے اخیر مئی کے آخر تک بوئے جا سکتے ہیں۔ اس کے بونے کا وہی طریقہ ہے جو سلیری کے بارہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کے بیج چھڑکواں بو کر نرسری بیڈ میں لگا لیں۔ پھر پودے باقاعدہ قطاروں میں لگا دیں۔ پودوں کا فاصلہ آپس میں بارہ بارہ انچ کا ہو۔ اور اتنا ہی فاصلہ آپس میں قطاروں کا رہنا چاہئے۔ پانی کا خیال رکھیں۔ اور ناکارہ گھاس اکھاڑتے رہیں۔

تیار ... پیدا ہوتا ہے۔

میں

ماہ ستمبر کے اخیر سے فروری کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ ... میں اسے ماہ فروری کے اخیر سے ماہ ... کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ اگر زیادہ مانگ ہو تو دو دو ہفتہ بعد اس کے بیج کیاریوں میں بوئے جا سکتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی کیاریوں میں اس کے بیج چھڑکواں بونے چاہئیں۔ یا قطاروں میں بوئے جا سکتے ہیں جن کا آپس میں آٹھ آٹھ انچ فاصلہ ہو۔ کیاریوں میں ناکارہ گھاسیں نہ اُگنے دیں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیویں۔ پہاڑوں میں اسے گملوں اور بکسوں میں بونا بہتر ہے کیونکہ اس کی بہت ضرورت نہیں ہوتی۔

گانٹھ دار جڑوں والی چڑول۔ دوسری قسم کی چڑول کا نام ملیس رونڈ چڑول ہے۔ اسکی نسبت بھی عالمان علم نباتات کی رائے ہے کہ یہ پودا ممالک یورپ کا متوطن ہے۔ اس کی جڑیں ڈلدار موٹی اور گاؤدم ہوتی ہیں۔ اس کی جڑیں کھائی جاتی ہیں اور ذائقہ میں کسی قدر شکر قند سے ملتی ہیں۔ پہلی قسم کی چڑول ڈال کر اسے چٹ پٹی کر لیتے ہیں۔ خوش ذائقہ ترکاری بن جاتی ہے اس کی کاشت بہت کم کی جاتی ہے مگر اگر کی جاوے تو عمدگی سے ہو سکتی ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں ماہ فروری کے اخیر سے ماہ اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں کسی باغیچہ میں کیاریاں درست کر کے ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر قطاریں بنائی جاویں اور بیج بوئے جاویں ... جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں ... انچ فاصلہ ... پودے ...

رہ جائے تو ان کو گملوں میں لگا دیتے ہیں اور وقتاً فوقتاً پانی دیتے ہیں۔ جو جنوری یا فروری کے اخیر یا مارچ کے شروع میں قابل استعمال ہو جاویں گی۔ یہ ہمارے ملک میں بونے کی ترکیب ہے +

کاسنی

کاسنی کا پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا بہت عرصہ تک قائم رہتا ہے اگر خود رو اختیار کر لے جاوے۔ عالمان علم نباتات سے یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک کا اصل وطن بتاتے ہیں مگر انگریز اس پودے کی جڑ کو خشک کرکے اور بھون کر قہوہ (کافی) کے ساتھ ملا کر پیتے ہیں اور اس کے مرجھائے پتوں کا سرکہ وغیرہ میں اچار بناتے ہیں بعض صاحب اس کو پالتو مویشیوں کے لئے نہایت عمدہ چارہ ہے بشرطیکہ میسر آسکے۔ اگر چارہ کی خاطر اسے کاشت کرنا شروع نہیں کیا گیا ہے۔ شمالی ہند میں اکثر لوگ کاسنی کی جھجریاں بنا کر کھاتے ہیں مگر بالعموم ادویات کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ اطبائے ہند اسے بیشتر استعمال میں برتتے ہیں۔

میدانوں میں وسط ماہ ستمبر کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر ماہ مارچ کے وسط سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔

اس کے بیج عمدہ کیاریوں میں قطاروں کو کھود کر بونے چاہئیں جن کا آپس میں فاصلہ ایک فٹ ہو۔ اگر اس کے پتے سلاد کے لئے حاصل کرنے ہوں تو جب پودے بیجوں سے پھوٹ آویں اس وقت ان کو چھانٹ دیا جاوے یعنی اندازاً ہر ایک پودے کا آپس میں فاصلہ چھ انچ رہ جاوے اور اگر اس پودے کی کاشت جڑوں یا دوائی کے لئے کرنی منظور ہو تو ہر پودے کا آپس میں ۹ انچ فاصلہ کافی ہے۔ ناکارہ گھاس کو اکھاڑتے رہیں اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔

اگر سلاد کے لئے پتے حاصل کرنے ہوں تو جب پودا کمال پختگی کو پہنچ جاوے تو اس کے اوپر چھوٹے بڑے گملے الٹے کرکے ڈھانک دیئے جاویں یا

پندرہ دن کے بعد پتوں کو توڑیں اور استعمال میں لاویں۔ پہاڑوں میں گوبھی کو بونے کی بھی ترکیب ہے۔

باقلہ

باقلہ ایک مشہور نباتات ہے اور لوگ اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اس کا اصلی وطن تحقیق بتاتے ہیں معتدد ہیں مگر عام طور پر ملک فارس کا متوطن بولا جاتا ہے۔ یوں تو ولایت والوں نے باقلہ کی بہت قسمیں بنائی ہیں مگر بڑی قسمیں دو ہیں۔ جو پھلیوں کی طوالت سے پہچانی جاتی ہیں بڑی پھلیاں ۲ سے ۹ انچ تک لمبی اور چھوٹے باقلہ کی پھلیاں تین سے پانچ انچ تک لمبی۔ ہندوستان میں بڑا باقلہ بکثرت ہوتا ہے مگر یہ ولایتی باقلہ کہلاتا ہے۔ ہمارے بازاروں میں جو باقلہ بکتا ہے اس کی پھلیاں اور بیج بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور اس کا پھل سیاہی مائل سبز اور زرد ہوتا ہے۔ نسل کے لحاظ سے یہ ولایتی باقلے سے ملتا ہے مگر صورت شکل میں بالکل مختلف ہے۔

میدانوں میں بڑا باقلہ ماہ اکتوبر کے وسط سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ یہ باغیچوں کی عمدہ زمینوں میں جن میں خوب طرح سے کھاد دی گئی ہو پیدا ہو سکتا ہے۔ پہلے کیاریوں میں خوب سڑی ہوئی گوبر اور بازاروں کے کوڑے کرکٹ کی کھاد ڈال کر ۹ انچ گہرا ہل چلایا جائے۔ یا کیاریاں کھاد دے کے کھودی جاویں پھر سطح کو ہموار کرکے قطاریں بنائی جاویں۔ جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو۔ بیجوں کو ان قطاروں پر ہاتھ سے تین انچ گہرے سوراخ کرکے

بودیں۔ بعض تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ بیجوں کو بونے سے پہلے گرم دو گھنٹے بیشتر
پانی میں تر کر دیں تاکہ جلد پھوٹ آویں۔ مگر یہ ترکیب ضروری نہیں ہے
بیج بوتے ہی پانی سے تر کر دیں۔

جب پودے بیس قیراط اونچے ہو جاویں اور بڑھو لینے لگیں تو انگلیوں
سے کئی شاخوں کے سرے کاٹ دینے چاہئیں ورنہ تمام شاخیں پھول
آویں گی اور پودا کمزور پڑ جاوے گا۔ پھلیاں بہت ہی کم اتریں گی۔ بعض
مالیوں کی ناواقفیت کی وجہ سے بڑا باقلہ اس ملک میں اچھا نہیں پیدا ہوتا
اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اسے اس جگہ کی آب و ہوا ناموافق ہے۔
پہاڑوں میں بھی اس کے بونے کی یہی ترکیب ہے جو ہم نے میدانوں کی نسبت
بیان کی ہے۔ ویسے اس کے بونے کے موسم میں فرق ہے۔

ولایتی سیم

سیم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اگر یورپ والوں نے ان کو بے شمار بنا دیا ہے
ولایتی سیم انگریزوں کی وجہ سے یہاں بہت اقسام کی پیدا کی جاتی ہے
مگر بعض اوقات دقتیں بھی پیش آتی ہیں لیکن استقلال کے سبب
حل ہو جاتی ہیں۔ فرینچ یا کڈنی قسم کی سیم باغیچوں کے کنارے کنارے بطور روش
پر خوب پھیلتی اور پھلتی ہیں یا درختوں کے نیچے خوب پھلتی پھولتی ہیں اگر کیو کر تو
کچھ سایہ انہیں مفید ہوتا ہے۔ زمین جہاں یہ بوئی جاوے اگر سخت گرمی کی ہوگی
تو اس پاس کسی قسم کا سایہ نہیں ہوگا۔ تو ضرور پیداوار میں ناکامی ہوگی۔ اونچے
اور بڑے پھیلاؤ والے درخت کے پاس بوئیں تاکہ تیز ہوا اور تمازت آفتاب سے ان کے
پودے محفوظ رہیں۔

اس کے تخم میدانوں میں ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے آخیر تک بوئے جا
سکتے ہیں اور پہاڑوں پر بتاریخ اپریل شروع ہوتے وقت بوئے جا سکتے ہیں۔ اسے

... میں بوتے ہیں جن کا آپس میں فاصلہ ۱۰ انچ ہو - پودوں کا آپس میں تین انچ کافی ہے - جو فصل موسم برسات کے ہونے سے پہلے لگائی جاوے وہ اونچی قطاروں ... خاتمہ برسات بوئی جاوے وہ کیاری میں ہموار قطاروں پر ہو - بونے سے پہلے کیاری میں کھاد مجموعہ ڈال کر مٹی کے ساتھ ایک جان کرلیں - ناکارہ گھاس نہ اُگنے دیں وقتاً فوقتاً گوڈی کرتے ... موسم خشک ... ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں

... سیم - میدانوں کی نسبت تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ پہاڑوں میں عمدہ طرح سے پیدا ہوتی ہے - ترکیب ایک ہی ہے - فقط بونے کے موسم کا اختلاف ہے - اور دوسرا یہ کہ پہاڑوں میں اسے اونچی قطاروں پر بو دیں - ہموار قطاروں پر بونا بہتر ہے۔

سیم

... سیم کی بیل چڑھتی ہے - اور ایک مرتبہ کی لگائی ہوئی عرصہ تک قائم رہتی ہے اس کی کچی پھلیوں کی نفیس ترکاری بنتی ہے - اہل یورپ نے اس کو کئی اقسام میں منقسم کیا ہے مگر مشہور اقسام دو چار ہیں ۔

میدانوں میں ابتدا ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے وسط تک بوسکتے ہیں - اور پہاڑوں میں ماہ اپریل کے شروع سے جون کے اخیر تک بوسکتے ہیں اس کے بونیکا وہی طریقہ ہے جو ورخ ماکڑی کے متعلق بیان ہوا ... زیادہ ... کہیں کہ ... زمینوں میں ... قطاروں ...

بنادیں کہ ان کا آپس میں دو دو فٹ فاصلہ رہے اور اس فاصلے کے درمیان بیلوں کے چڑھنے کے لیے درختوں کی خشک شاخوں کی ٹیک لگا دیں۔

ان لوبیوں میں سے ایک قسم ... ہم ان کے مقابلہ ... ہے اس سے ... ساتھ لکھتے ہیں+

لکھن سیم

اس سیم کو بالکل دیسی ... کہتے ہیں اس کی پھلی بڑی لمبی تلوار کی مانند ہوتی ہے اور عموماً نو دس انچ لمبی اور سوا یا ڈیڑھ انچ چوڑی گو بظاہر سخت معلوم ہوتی ہے مگر دو ساعت سے نہایت ملائم اور خوش ذائقہ ہو جاتی ہے۔ یہ سیم درحقیقت کثرت سے کاشت کے قابل ہے۔ اس کا پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا عرصہ دراز تک قائم رہتا ہے۔ اور اس کی بیل اونچے سے اونچے درخت کی چوٹی تک چڑھ جاتی ہے اور برسات کے خاتمے پر تمام موسم سرما میں اس کی پھلیاں اترتی رہتی ہیں البتہ پہلی مرتبہ جب اس کے بیج بونے ہوں تو دو ماہ جون میں بونے چاہییں۔ مگر ترکاری یہ موسم سرما کی کہلاتی ہے وجہ یہ ہے کہ اس کی بیل سالہا سال تک قائم رہتی ہے اور پھلیاں جاڑے میں اترتی ہیں+

تب لب ... ہے ... سیم کی ایک قسم ہے۔ ... قسم فرنچ سیم سے بہت مشابہ ہے البتہ اس کی پھلیاں چوڑی اور چپٹی ہوتی ہیں ... موسم سرما میں اس قسم کی سیم اکثر بازاروں میں آتی ہے ... بونے کا وہی طریقہ ہے جو ... سیم

کی نسبت کئی مرتبہ بیان ہو چکا ہے۔

لب لب گل ٹریٹم۔ یہ بھی دیسی سیم کی ایک قسم ہے یہ اکثر کاشتکار اور باغبان اپنے دروازوں اور چھوٹے چھوٹے باغیچوں میں بو دیتے ہیں۔ اس کی قسمیں ہوتی ہیں مگر مشہور دو تین ہیں۔ بونے کا طریقہ وہی ہے جیسے ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں ✦

سونف

ہمارے ملک میں سونف کا بہت خرچ ہوتا ہے۔ شاید ہی ایسا کوئی گھر ہو جس میں سونف نہ نکلے۔ روزمرہ مصالحہ میں یہ کام آتی ہے۔ چٹنی اور اچاروں میں پڑتی ہے۔ جس کے پیٹ میں درد ہو تو سونف خشک چبا لیتے ہیں اور کئی طرح سے ادویات میں اس کا استعمال ہوتا ہے ہزاروں من سونف کا ہر سال

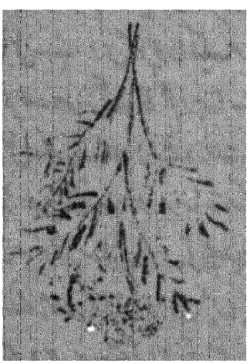

عرق کھینچا جاتا ہے اور پنساری قراب کے قرابے فروخت کر لیتے ہیں۔ سونف کے نقش بنائے جاتے ہیں کئی سونف کے والے کھانے میں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ انگریز سونف کو اپنے باغیچوں میں کسی قدر آرائش کے خیال سے بھی لگاتے ہیں۔ اور اس کے پتے ترکاریوں کو خوش ذائقہ کرنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں ✦

عالمان علم نباتات سونف کو ملک مصر کا متوطن بتلاتے ہیں مگر ہندوستان میں ہمیشہ سے یہ ہر جگہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ پودا بآسانی پیدا ہو جاتا ہے اور معمولی نمدار اور اچھی زمینوں میں خوب پیدا ہوتا ہے۔ میدانوں میں وسط ماہ اکتوبر کے وسط سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ کوہستان میں پہلی فروری کے شروع سے مئی

اخیر تک بو سکتے ہیں۔ کیاریاں خوب طرح سے درست کرکے نو نو انچ کے فاصلہ پر قطاریں بنالیں جو سطح سے اونچی نہ ہوں۔ بیج چھڑکواں ان قطاروں میں بونے چاہئیں اور جب بیج پھوٹ کر پودے چند انچ اونچے ہو جاویں تو چھانٹنا شروع کریں اس طرح سے کہ ہر ایک پودے کا آپس میں چار انچ فاصلہ رہ جاوے۔ احتیاط رکھیں کہ کیاریوں میں ناکارہ گھاس نہ اُگنے پاویں۔ اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں +

لہسن

لہسن ہندوستان میں عام شے ہے۔ کئی طرح سے برتا جاتا ہے ترکاریوں کے مصالحہ میں ہلدی وغیرہ کے ساتھ پیسا جاتا ہے۔ چٹنیوں میں استعمال ہوتا ہے مفید شے خیال کی جاتی ہے۔ اس کی بُو بہت تیز ہوتی ہے۔ جس ترکاری میں اعتدال سے ڈالا جاوے اُسے خوش ذائقہ بنا دیتا ہے اہل ہنود کا کچھ حصہ اسے استعمال نہیں کرتا۔ مگر ہندوستان کا شاید ہی کوئی حصہ ہوگا جہاں کے باشندے اسے نہ برتتے ہوں۔

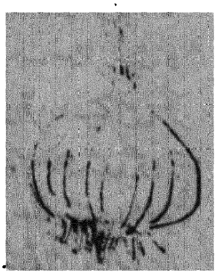

عالمان علم نباتات اسے سسلی اور جنوبی فرانس کا باشندہ قرار دیتے ہیں۔ مگر وسط ایشیا میں یہ بکثرت خودرو پایا جاتا ہے۔ انگریز اسے کم استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی تیزی سے گھبراتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر اور نومبر میں بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں ماہ فروری اور مارچ میں بوتے ہیں۔

لہسن کا بونا بہت آسان ہے۔ یہ اکثر کھیتوں میں بویا جاتا ہے۔ کیونکہ اس قدر

سمجھا جاتا ہے کہ باغیچوں میں اس کی کم گنجایش ہوتی ہے۔ بونے کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ کھیت میں مربع کاٹ کر اونچی قطاریں بنائے جاویں جن کا آپس میں ایک فٹ فاصلہ رہے۔ لہسن سے پوت[1] چھ چھ انچ کے فاصلہ پر بو دیں تاکہ بڑی بڑی پھیلاں بنیں خیال رکھیں کہ کھیت میں ناکارہ گھاس نہ اُگنے پاویں۔ اور جب موسم خشک ہو تو دو ہفتہ بعد پانی دیدیں۔ موسم گرما کے شروع میں پتے زرد پڑ جاتے ہیں۔ اور مرجھا کر گر پڑتے اس وقت لہسن زمین سے کھود سے جا سکتے ہیں +

ولایتی پیاز

ولایتی پیاز کو بالعموم انگریز استعمال کرتے ہیں اور انہیں کی خاطر باغیچوں میں بویا جاتا ہے۔ اس کے نرم ڈنٹھل جب وہ مرجھا جاتے ہیں تو شوربوں کو خوش ذائقہ بنانے میں استعمال کئے جاتے ہیں اور نباتات کے ساتھ بھی انہیں ڈال کر ابالا جاتا ہے

ماہران علم نباتات اسے ملک سوئٹزرلینڈ کا متوطن قرار دیتے ہیں مگر ہندوستان میں بھی یہ بونے سے پیدا ہوجاتا کہتے ہیں کہ اتنا بڑا نہیں ہوتا جیسا کہ یورپ میں ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے سرد ملکوں میں احتیاط سے بویا جائے تو ممکن ہے

---

[1] پوت سے مراد لہسن کی پھانکیں ہیں +

کہ یورپ کے پیاز کی برابری کرے۔ ولایتی پیاز۔ سی کیل (ایک قسم کی بند گوبھی) کی قائم مقامی کر سکتا ہے۔ میدانوں میں اسے ماہ ستمبر کے وسط سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں یہ شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بویا جا سکتا ہے۔ ولایتی پیاز کی یوں تو اہل یورپ نے کئی قسمیں بنا دی ہیں مگر دو تین مشہور ہیں۔

ولایتی پیاز کے بیج کھلی جگہ چھڑکواں بونے چاہئیں اور ان پر بہت ہلکا سا مٹی کا غلاف دینا چاہئے۔ جب پودے ۴ انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں ایسی کیاری میں لگا دیں جس میں اچھی طرح سے کھاد دی گئی ہو۔ اور مٹی اور کھاد ایک جان ہو گئی ہو۔ جن سوراخوں میں یہ لگائے جاویں وہ ۶ انچ گہرے ہوں۔ اور پودوں کا بھی آپس میں چھ ہی چھ انچ فاصلہ رہے خواہ انہیں لمبی قطاروں میں لگا دیں خواہ ہموار سطح پر دو ایک مہینہ تک انہیں مطلق نہ چھیڑا جائے پھر آہستگی سے گڑائی کر کے ان کی جڑوں میں تھوڑی تھوڑی مٹی اور چڑھا دینی چاہئے۔ جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک دفعہ پانی دیں اور ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک رکھیں

زیرہ

ہمارے ملک میں زیرہ کا خرچ مصالحہ کے طور پر ہوتا ہے اور جو کھانا جس چیز میں لگ جاتا ہے وہ خوشبودار ہو جاتی ہے۔ درد انتڑی بھی اس سے ہو جاتا ہے خوشبو کے لئے کشمیری زیرہ افضل سمجھا جاتا ہے۔ در وہ درحقیقت گراں بھی آتا ہے۔ اگر اور پہاڑوں میں بھی زیرہ کی احتیاط سے بونے کی کوشش کی جائے۔ تو ممکن ہے کہ کشمیر کے ہم پلہ پیدا ہو جائے بغیر تجربہ کے کچھ نہیں ہو سکتا۔

یہ پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا دو سال تک قائم رہتا ہے سالہا سال ہو جاتا

اسے شمالی ہمالیہ اور مشرقی یورپ کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ بعض انگریز اپنے باغیچوں میں آرائش کے لئے زیرہ کے چند پودے لگاتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے درمیان بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ بیج کیاریوں میں قطاروں پر ایک انچ گہرے بوئے جائیں جن کا آپس میں ۱۲ انچ کا فاصلہ ہو۔ زمین عمدہ ہونی چاہئے۔ کھاد اس وقت نہ دیں جب تک یہ نہ دیکھیں کہ زمین بہت کمزور ہے۔ جب پودے دو چار انچ اونچے ہو جاویں تو چھانٹنا شروع کریں۔ اس طرح پر کہ ہر ایک پودے کا آپس میں ۹ انچ فاصلہ رہ جاوے۔ ناکارہ گھاسیں کیاریوں میں نہ اُگنے دیں۔ اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔ جب دیر میں پھل خوب طرح سے پک جاویں فصل کاٹ لیویں۔

چائیوز

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اس نباتات کو شاذ و نادر ہی اُگاتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے انگلستان کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ اس کے پتے بطور مصالحہ شوربہ میں ملائے جاتے ہیں۔ اور سرکہ میں ڈال کر بھی بطور سلاد استعمال کرتے ہیں۔ بالعموم اس کی جڑیں لگائی جاتی ہیں۔ چونکہ سوائے یورپ کے تخم فروشوں کے اور جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسکی ہندوستان میں شاذ و نادر کاشت کیجاتی ہے۔ اور چونکہ یہ جڑیں بہت گراں آتی ہیں اس لئے ہر ایک آدمی کا کام نہیں ہے کہ اس قدر خرچ کا متحمل ہو۔ پھر یہاں اس قسم جنگلی چیز کے شوقین بہت کم ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ اسے بہت ہی کم لوگ جانتے ہونگے اس کے بیج بھی ولایتی تخم فروشوں سے دستیاب ہونے ممکن ہیں۔

میدانوں میں اسے اکتوبر اور نومبر کے درمیان بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں اگر بیج مل جاویں تو انہیں گملوں میں بونا چاہئے جن کی مٹی ہلکی ہو۔ چھ ہفتہ تک پودوں کو نہ چھیڑیں۔ پھر ان کو جڑوں سمیت اکھاڑ کر کیاریوں کی

قطاروں پر لگا دیں جن کا آپس میں ۹ انچ سے ۱۲ انچ تک فاصلہ ہو اور پودوں کا آپس میں ۲ انچ فاصلہ کافی ہے۔ وقتاً فوقتاً گوڈائی کرتے رہیں۔ ناکارہ گھاس نہ اُگنے دیں۔ اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر ایک دفعہ پودے اُگ جاویں تو پھر ذخیرہ کافی ہو جاتا ہے اور بار بار ولایت سے جڑیں اور تخم منگوانے کی ضرورت نہیں رہتی وجہ یہ ہے کہ یہ پودا دائمی ہے ایک دفعہ لگایا ہوا سالہا سال تک قائم رہتا ہے۔

دھنیا

دھنیا ہندوستان میں عام اور مشہور چیز ہے۔ مصالحہ میں اس کا بہت خرچ ہوتا ہے۔ چٹنیوں میں بھی اسے ڈالا جاتا ہے ہندو اس کے پتوں کو ہرا میر کہتے ہیں دھنیا ادویات کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ عالمان علم نباتات اسے جنوبی یورپ کا متوطن قرار دیتے ہیں

دھنیا معمولی زمینوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی کاشت کے لئے کوئی بڑا تردد نہیں کرنا پڑتا۔ میدانوں میں اسے شروع ماہ اکتوبر سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں بڑی بڑی کیاریوں میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر قطاریں بنائی جاتی ہیں اور بیج چھڑک کر بو دیں اگر دھنیے کے دانوں کے لئے کاشت کی جائے تو پودوں کی چھانٹائی کر دینی چاہئے تاکہ عمدہ طرح سے [illegible] ہوں [illegible] کے لئے [illegible] اگر [illegible] کی [illegible] ضرورت نہیں ہے

[illegible]

ہالوں

ہالوں کے بیج نہایت چرپرے ہوتے ہیں اور چٹنی اور مصالحے کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے ٹکسٹارس کا ستوطن قرار دیتے ہیں۔ مگر ہمیشہ سے اس پودے کی ہندوستان میں کاشت ہوتی رہی ہے۔ اس کے بیج کیاریوں میں چھڑک کر ان بونے چاہئیں۔ زمین کسی قدر تر ہے بیجوں کو سورج کی تپش سے

[illegible]

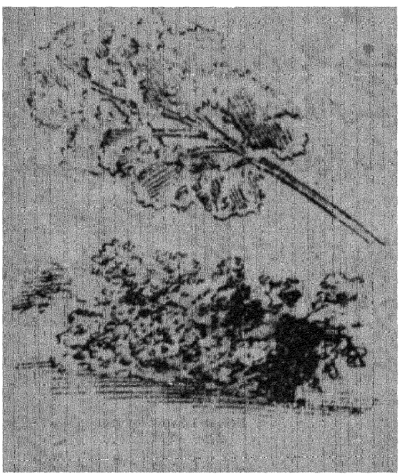

[illegible]

اگر ... پودے ... ہو تو چھوٹے دو تین انچ ... میں تو اس طرح سے چھانٹ دیں کہ پودوں کا آپس میں ۲ انچ فاصلہ رہ جاوے۔ اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں اور ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک رکھیں۔

سویا

سویا ہندوستان میں ایک عام نباتات ہے۔ ہندوستانی اسے پالک میتھی وغیرہ میں ملا کر ساگ کے طور پر بناتے ہیں یا خشک بھجیا بنا لیتے ہیں اسے ہاضمہ کیلئے بہت مفید خیال کیا جاتا ہے۔ خوشبو بھی خوشگوار ہوتی ہے۔ انگریز لوگ اسے اپنے

باغیچوں میں کسی قدر آرائش کے خیال سے بھی لگتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے جنوبی یورپ کا مستوطن ظاہر کرتے ہیں۔ سوئے کے تخم ادویات میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔

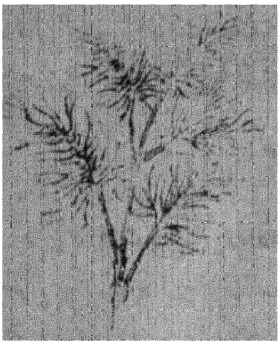

میدانوں میں اسے شروع اکتوبر سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں مارچ کے وسط سے مئی کے آخر تک بوتے ہیں یہ پودا ہر ایک معمولی زمین میں اور نباتات پیدا ہو سکتی ہیں عمدگی سے نشو و نما ہوتا ہے اور اس کی کاشت کیلئے بہت تردد نہیں کرنا پڑتا کیاریوں میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر قطاریں بنا کر بیج بونا چاہیئے جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں تو ان کو چھانٹ دینا چاہیئے ناکارہ گھاس کیاریوں میں نہ اگنے دیں اور حسب ضرورت پانی دیں جب فصل بہت اچھی طرح سے تیار ہو جاوے تو کاٹ لیں اگر صرف سوئے کے پتے لینے ہوں تو چھانٹنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

مارجورم

مارجورم ایک انگریزی مصالحہ ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں اس کے تازہ و خشک دونوں طرح کے پتے بطور خوشبودار مصالحہ کے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے یورپ کے مختلف حصص کا مستوطن قرار دیتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں مارچ سے لیکر جون کے وسط تک بوتے ہیں ماہ اکتوبر میں گملوں میں اس کے بیج بونے چاہئیں۔ اور جب پودے کسی قدر بڑے ہو جاویں تو اُن کو گملوں سے اکھاڑ کر کیاریوں کی قطاروں پر لگا دیں۔ جن کا آپس میں فاصلہ ۱۲ انچ ہو اور پودوں کا فاصلہ آپس میں نو انچ کافی ہے۔ اگر ضرورت ہو تو ان کو پھر علیحدہ علیحدہ گملوں

میں لگا سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا سالہا سال تک قائم رہ سکتا ہے مگر تاہم بہتر یہی ہے کہ ہر سال تازہ بیجوں سے اس کی کاشت کیجائے پودا پھولنے پر آوے تو فوراً اسکے سرے کاٹکر سایہ میں خشک کرلیں۔ اور بوتلوں میں بھر رکھیں یہ پودا میدانوں کی نسبت پہاڑوں پر بہت عرصہ تک عمدہ حالت میں رہ سکتا ہے اسلئے ضروری نہیں ہے کہ ہر سال نئے بیج بوئے جاویں اگر نئے پودے بھی لگانے منظور ہوں تو قلمیں برسات کے موسم میں کسی دوسری جگہ لگا دیں

رائی۔ سفید رائی

رائی کا ہمارے ملک میں زیادہ خرچ اچاروں میں ہوتا ہے اور بھی کئی چیزوں میں استعمال ہوتی ہے۔ عالمان علم نباتات اسے جنوبی یورپ اور مغربی ایشیا کا وطن قرار دیتے ہیں انگریز اس کے سبز پودے سے سلاد (سرکہ کی چٹنی وغیرہ) کا کام لیتے ہیں۔ ان لوگوں اور بکسوں میں بو دیتے ہیں اور جب پودے انچ دو انچ اونچے ہو جاتے ہیں۔ تو کاٹ کر استعمال میں لاتے ہیں۔

اس پودے کی کاشت میں کچھ زیادہ تردد نہیں کرنا پڑتا۔ اگر رائی کی دانوں کی خاطر کاشت کی جائے تو اسے عمدہ طرح سے کیاریاں بنا کر قطاروں پر بونا چاہئے جن کا آپس میں ۹ انچ کا فاصلہ ہو جب بیج پھوٹ آویں۔ اور پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں تو چھانٹ دیں تاکہ ہر ایک پودے کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ رہ جاوے نالی کو صاف رکھنا چاہئے اگر ضرورت ہو تو جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں۔ میدانوں میں یہ ہر موسم میں بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں ماہ مارچ سے ستمبر تک بونا چاہئے۔ موسم برسات میں رائی کے پودوں کو سایہ کی ضرورت ہوتی ہے

پودینہ

ہمارے ملک میں بالعموم چٹنی کی خاطر بویا جاتا ہے مگر اور بہت کام [illegible]

[illegible]

سال تک چلا جاتا ہے۔ خشک ہو کر بھی اپنے موسم پر ہرا ہو جاتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ سپی ارمنٹ۔ پیپرمنٹ وغیرہ۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ انگریزی پودینہ جسے سپی ارمنٹ کہتے ہیں اس کا پتہ چکنا اور مہین نیزے کے پھل کی شکل کا ہوتا ہے۔ رڈ نگمنڈ پہاڑ واقع صوبہ مدراس میں یہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں سے لا کر اسے میدانوں میں لگایا گیا مگر وہ بات نہیں ہے جو پہاڑ پر تھی۔ اس کی کاشت جڑوں سے کی جاتی ہے جہاں پودینہ پہلے سے لگایا ہو اس میں سے جڑوں سمیت تھوڑا اکھاڑ لیا اور قطاروں پر لگا دیا قطاروں کا فاصلہ آپس میں ایک فٹ ضرور ہونا

چاہئے تاکہ پودینہ خوب پھیلے اور جڑیں چھ چھ انچ کے فاصلہ پر گاڑنی چاہئیں۔ راکھ اور بکری بھیڑوں کی مینگنیاں خشک کر کے پودینہ کی کیاری میں ڈالنی بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

میدانوں میں ستمبر سے ماہ اکتوبر میں لگاتے ہیں اور پہاڑوں پر موسم بہار کے آغاز پر اگر جڑیں نہ ملیں تو بیج سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ عمدہ اور بھاری زمین کو بہت پسند کرتا ہے۔ احتیاط رکھیں کہ ناکارہ گھاس اس کے ساتھ شریک نہ ہو جاوے اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ پانی دیتے رہیں۔ بعض اشخاص گملوں میں بھی پودینہ لگا دیتے ہیں مگر ان میں یہ زیادہ پھیل نہیں سکتا۔ ہم نے اسے اپنے چھوٹے سے باغیچہ میں لگایا ہے گلاب کے درخت اس کے پاس ہیں۔ پودینہ کی بعض شاخیں اس قدر بڑھی ہیں کہ گلاب کی چوٹی تک چڑھتی چلی گئی ہیں۔ ایک ایک شاخ ڈیڑھ ڈیڑھ گز سے کم نہ ہوگی۔

کلونجی

کلونجی ہندوستان میں ایک عام تخم ہے۔ طالبان علم نباتات کی رائے ہے کہ

یہ پودا ملک مصر اور جنوبی یورپ کا متوطن ہے خواہ وہ کچھ کہیں۔ ہندوستان میں قدیم الایام سے اس کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کے دانے خوشبودار ہوتے ہیں۔ اس لئے مصالحہ میں کام آتے ہیں اور ادویات میں بھی برتے جاتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے شروع سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں شروع اپریل سے مئی کے آخر تک۔ کیاریوں میں اسے ہموار قطاروں پر بو سکتے ہیں۔ جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو۔ جب تخم پھوٹ کر پتے دو انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں چھانٹ دینا چاہئے۔ اس طرح پر کہ ہر ایک پودے میں ۸ انچ کا فرق ہو جاوے تاکہ رہ گیا ہیں کیاریوں میں نہ اُگنے دیں۔ اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں +

گندنا

گندنے کی کاشت اس کی گٹھیوں کے لئے کی جاتی ہے جو اس کی جڑ میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا استعمال لہسن کے طور پر ہوتا ہے۔ عالمان علم نباتات اسے فلسطین کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے درمیان بو سکتے ہیں۔ اسے ہلکی مگر عمدہ زمین بہت مرغوب ہے۔ کیاریوں میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر قطاریں بنا کر اس کی گٹھیوں کو چھ چھ انچ کے فاصلہ پر بوتے ہیں۔ علاوہ گٹھیوں کے اسے تخم سے بھی کاشت کر سکتے ہیں۔ موسم گرما کے شروع میں اسے زمین سے کھود سکتے ہیں یا وہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ حسب ضرورت جب چاہیں نکال سکتے ہیں۔ فرمنجر صاحب فرماتے ہیں کہ اس ملک میں انگریز اس کی ہستی سے بمشکل واقف ہیں۔

کھٹا پالک

یہ ایک قسم کا ولایتی پالک ہے۔ انگریز اسے سلاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اگر ہندوستانی معمولی پالک کے طور پر اسے بنا لیتے ہیں اس کی کئی قسمیں ہیں فرنچ سارل

مشہور ہے اور اس کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر فے بر ٹانر صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے اسے کلکتہ میں اپنے باغ میں لگایا تھا۔ عمدہ پیدا ہوا گر اسے سایہ درکار ہے۔ جب ولایت میں بھی اسے سایہ کی ضرورت ہے تو اس جگہ تو لازمی ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ سایہ کے رخ کیاریوں میں قطاریں بنا کر جن کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ ہو۔ اس کے بیج تھوڑے تھوڑے چھڑک دیں جب پودے نکل آویں تو انہیں چھانٹ دیں تاکہ پودوں کا آپس میں تین یا چار انچ فاصلہ رہ جاوے۔ ناکارہ گھاسیں اکھاڑتے رہیں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ ہی میں ایک مرتبہ پانی دیدیں۔ پہاڑوں پر قطاروں کا فاصلہ آپس میں ۱۵ انچ ہونا چاہیئے۔ اور پودوں کے درمیان ۱۲ انچ کا فرق کافی ہے۔ فرسنجر صاحب لکھتے ہیں کہ شوربوں میں اسے مصالحہ کے طور پر استعمال کرنا چاہیئے بہت نفیس شے ہے۔

پالک

پالک ہندوستان میں ایک عام ساگ ہے۔ اس کی بھجیا کر کے بھی کھاتے ہیں اور دالوں کے ساتھ بھی پکاتے ہیں۔ مریضوں کے لئے اطباء ہمیشہ اکثر اسے تجویز کرتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے شمالی ایشیا کا متوطن قرار دیتے ہیں اس کی کئی قسمیں ہیں مگر مشہور دو تین ہیں۔

میدانوں میں اسے وسط ستمبر سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں پر شروع مارچ سے جون کے وسط تک۔ اگر اسے سایہ کے رخ بویا جاوے تو بہت اچھا ہے۔ کھلے میدانوں میں بھی یہ عمدگی سے پیدا ہوتا ہے کیاریوں میں قطاریں بنا کر جن کا آپس میں ۱۲ سے ۱۵ انچ تک فاصلہ ہو بیج بونے چاہئیں۔ جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں چھانٹ دیں تاکہ

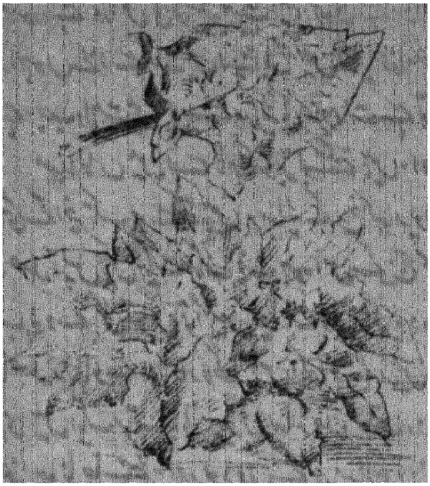

اچھی طرح سے نشوونما ہوں۔ آٹھویں دسویں دن زمین کو گوڑتے رہیں اور پانی دیتے رہیں جب پودے پھوٹنے کے آثار ظاہر کریں تو فی الفور سروں کو نوچ ڈالیں۔ ہر سال عمدہ اور تازہ بیجوں سے کاشت کریں۔

سیتی

یہ ایک ولایتی نباتات ہے جسے انگریز استعمال کرتے ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں مگر مشہور چند ہیں۔ بنگال میں بھی ایک قسم کی سیچ پیدا ہوتی ہے۔ اور بہت کچھ ولایتی سیچ کے مشابہ ہے۔ مگر وہ بات نہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۵ء میں اسے کلکتہ کے سرکاری باغ میں بویا گیا تھا۔ اور پانچ برس تک اس میں پھول نہیں آیا۔ اصل ولایتی سیچ کا یہاں موسم گرما اور برسات میں قائم رہنا نہایت مشکل ہے یہ پودا نہایت نازک ہے اور بہت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ جس زمین میں یہ بویا جائے اس میں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اس میں ایسا نشیب تو نہیں ہے جو برسات کا پانی کھڑا رہیگا۔ تو پودے برسات میں ہی سڑ جائیں گے۔ اس کے لئے زمین عمدہ چاہیئے جس میں کسی قدر ریت کا حصہ ہو۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ پہلے اس کے بیج گملوں میں بونے چاہیئے جب

پودے تین یا چار انچ اونچے ہو جاویں تو پھر یا تو دوسرے گملوں میں لگا دیں یا کیاریوں میں لگا دیں۔ نومبر یا دسمبر میں اس کی قلمیں کے ذریعہ بھی لگا سکتے ہیں۔ پودوں کو قطار پر لگانا چاہیئے۔ جن کا فاصلہ آپس میں آٹھ انچ ہو۔ اور پودوں کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ کافی ہے۔ پہاڑوں میں اس پودے کی بیج اپریل یا موسم برسات میں بونی چاہئیں۔

تھائم

تھائم ایک دوامی نباتات ہے جو خوشبودار ہے اور تمام دنیا میں برتی جاتی ہے علماء علم نباتات اسے جنوبی یورپ کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ کلکتہ کے سرکاری باغ میں یہ بیس سال سے زیادہ عرصہ تک بغیر شگوفہ نکالے اُگتا رہا۔ فرمنجر صاحب کا قول ہے کہ انہیں اس پودے کو موسم گرما اور برسات میں بحال رکھنے میں سخت دقت پیش آئی۔ وہ کہتے ہیں کہ انجام میں میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ماہ اکتوبر میں اس کے بیج بوئے جاویں اور موسم گرما کے شروع میں پودوں سے پتے توڑ کر سایہ میں خوب خشک کر لئے جاویں اور کپڑ بوتلوں میں بند کر کے اچھی طرح سے کاگ کا ڈاٹ لگا دیں۔ جب ضرورت نکال کر استعمال کریں۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر وسط مارچ سے مئی کے اخیر تک لگا سکتے ہیں۔ بیج کو گملوں میں بو کر سایہ میں رکھیں۔ ان میں ذرہ دار دریا کی ریت پتی کی کھاد اور باغیچہ کی مٹی سب برابر مقدار میں بھر دیں۔ تھوڑا سے پانی دیا کریں۔ جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں دوسرے گملوں میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لگا دیں۔ مگر ان گملوں میں بھی وہی سب اشیاء مساوی وزن میں بھر دیں۔ جب یہ کچھ اور بڑے ہو جاویں تو تیسری مرتبہ ان کو گملوں ہی میں پھر کھیت انہیں منتقل کر دیں۔ ہفتہ میں تین دن تھوڑا سا پانی دیا کریں مگر خیال رہے کہ گملے بہت خشک نہ ہو جاویں

موسم گرما کے شروع میں سرے کاٹ کر سایہ میں خشک کر کے بوتلوں میں بھر لیں ایک ہی پودے کئی سال تک قائم نہیں رہ سکتے۔ بہتر ترکیب یہی ہے کہ ہر سال ان کو بویا جائے +

پہاڑوں میں موسم بہار کے آغاز میں گملوں میں بیج بو دیں اور ایک سال تک انہیں انہی میں رہنے دیں پھر گملوں میں سے نکال کر زمین میں لگا دیں جب تک پودے گملوں میں رہیں کسی قدر سایہ میں سایہ میں رکھیں جب زمین میں لگا دیں تو سایہ کا نام تک باقی نہ رہنے دیں زمین عمدہ انتخاب کریں جس میں ناکارہ گھاسیں اور جھاڑیاں نہ ہوں +

پیاز

پیاز ہندوستان میں ایک نہایت مشہور چیز ہے اس ملک کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے اگرچہ اہل ہنود کا ایک حصہ اسے استعمال نہیں کرتا مگر باقی تمام قومیں اسے شوق سے کھاتی ہیں زیادہ تر یہ مصالحہ میں ڈالا جاتا ہے مگر اور کئی طرح سے بھی برتا جاتا ہے اس کا اچار ڈالتے ہیں سرکہ میں ڈال کر کھاتے ہیں دالوں میں داغ کیا جاتا ہے چٹنی کے ساتھ پیسا جاتا ہے بہت سے شوقین آدمی اس کی ترکاری بھی بنواتے ہیں +

عالمان علم نبات اسے ملک افریقہ کا متوطن قرار دیتے ہیں مگر دنیا کے تمام حصوں میں زمانہ قدیم سے اس کی کم و بیش کاشت ہوتی رہی ہے میدانوں میں پیاز کو وسط ماہ اکتوبر سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ ہندوستان میں پٹنہ کا پیاز اور بمبئی کا پیاز بہت مشہور ہے۔ مگر مصری پیاز سب سے سبقت لیگیا ہے اگر مصر سے اس پیاز کے تخم بحفاظت تمام منگوا کر کاشت کریں تو امید ہے کہ کامیابی ہوگی بڑی خرابی یہ ہے کہ پیاز کے بیج بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں اس لئے نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیئے

پیاز عمدہ اور کھلی زمین کو پسند کرتے جس میں کسی قدر ریت کا جزو ہو اور اس میں کھاد اچھی طرح سے دی گئی ہو۔ چونکہ پیاز کی جڑیں بہت گہرائی تک نہیں جاتیں اسلئے گہرائی تک کھدائی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیاریوں میں کھاد مجموعی دے کر مٹی کے ساتھ ایک جان کر دیں تاکہ چھ چھ انچ گہرائی تک کھاد اور مٹی ایک ہو جاویں۔ کھاد مجموعی ایسی

لینی چاہیئے - جو خوب سڑی ہوئی ہو - اگر اُپلوں اور لکڑی کی راکھ کا بھی جزو شامل کر دیا جاوے تو مفید ہے -

پیاز کے بیج کیاریوں کی قطاروں پر جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو چھڑکواں بونے چاہئیں - اور ہلکا سا اوپر سے مٹی کا غلاف دیویں - اس کے بونیکا بہترین موسم ۱۵ - اکتوبر سے یکم نومبر تک ہے - جب بیج پھوٹ کر چھوٹے چھوٹے پودے نکل آویں تو انہیں چھانٹنا شروع کریں اس طرح پر کہ پودوں میں آپس میں ۴ یا ۵ انچہ کا فاصلہ رہجاوے ان پودوں کو کچھ دنوں بعد کسی دوسری جگہ بھی اکھاڑ کر لگا سکتے ہیں مثلاً اگر اور کسی

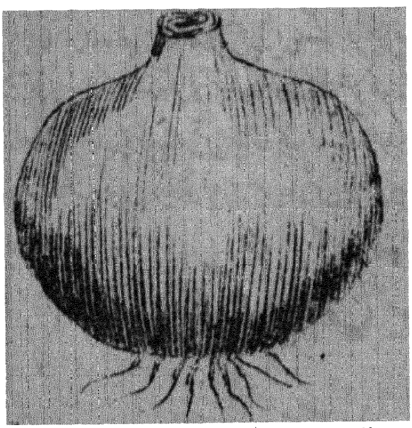

نباتات کی کیاریوں میں اسکو ایک ساتھ لگانا منظور ہو یا کوئی فالتو جگہ رہ گئی ہو اسمیں لگانے کی ضرورت ہو تو انکو اکھاڑ کر لگا سکتے ہیں جو پیاز کے پودے وسط جنوری سے پہلے ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں وہ موسم گرما کے آغاز میں پھولنے لگ جاتے ہیں اس لئے ان سے عمدہ پیاز کے گٹھیوں کی توقع نہیں رکھ سکتے -

پیاز کے کھیتوں یا کیاریوں کو ناکارہ گھاسوں سے پاک رکھیں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ پانی دیدیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابھی پیاز کی گٹھی آدھی ہی ہوتی ہے کہ پتے زرد ہو کر مرجھانے لگتے ہیں جب یہ صورت نظر آوے تو فی الفور لکڑی یا اُپلوں کی راکھ سطح کیاریوں پر ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ ڈالیں بعد پھر پانی دیں - جب پیاز کی گٹھیاں پوری جسامت کو پہونچ جائیں تو پانی دینا

کم کر دیں۔ جب پتے زرد اور خشک ہونے کے آثار ظاہر نہ کریں تو ان کا جوڑا سا باندھ دیں تاکہ وہ زمین کی طرف کروٹ ہو کر جھک پڑیں۔ جب پتے بالکل خشک ہو جاویں تو فصل کھود لیں۔ پیاز کو پہلے خوب دھوپ میں خشک کر لیں پھر کمروں اور بوریوں میں پھیلا دیں ورنہ سیاہی مائل ہو جاویں گے۔

اگر پیاز کی عمدہ قسم پیدا کرنی ہو تو بہت بڑے بڑے اور صحیح و سالم پیاز نکال کے چھانٹ کر ماہ اکتوبر میں کیاریوں کی تیار زمین پر جن کا آپس میں دو فٹ فاصلہ ہو بو دیں اور گٹھو کو آدھا زمین میں دبا دیں جب ڈنٹھل نکلنے شروع ہوں پہلے ان کی چوٹی کو تیز چاقو سے کتر کر پھینک دیں۔ اس ترکیب سے بہت ڈنٹھل بڑھیں گے۔ اور پھول اچھے آئیں گے اور تخم کار نہایت عمدہ بیج پیدا ہوں گے۔ تجربہ کار صاحب لکھتے ہیں کہ اگر ممالک غیر کے بیجوں سے کاشت کرنی منظور ہو تو پہلے بیج کو نالیوں یا بکسوں وغیرہ میں بونا چاہیے اور پھر جب پودے تین چار انچ اونچے ہو جاویں تو باقاعدہ کیاریوں میں لگا دیں مگر گہرا نہ بو دیں۔ پانی ہفتہ میں دو تین مرتبہ دیتے رہیں۔

موسم گرما کی ترکاریاں

کدو یا سیتا پھل

کدو یعنی میٹھا کدو سیتا پھل اور کھمرا بھی کہتے ہیں ہندوستان کی عام ترکاری ہے۔ اور بہت کثرت سے استعمال کی جاتی ہے۔ پنجاب اور ہندوستان میں اس کا بہت رواج ہے انگریز بھی اسے ابال کر کھاتے ہیں۔ کدو جب پک کر سرخ ہو جاتا ہے تو اس کا حلوہ بہت اچھا بنتا ہے یہ کچا بھی کھایا جاتا ہے اور جب پک کر سفیدی مائل سرخ پڑ جاتا ہے تو اسے توڑ توڑ کر مکانوں کے چھتوں پر رکھ لیتے ہیں اور موسم سرما میں کاٹ کاٹ کر بیچتے ہیں اور سالم بھی بہت بک جاتے ہیں۔ بعض بعض کدو بڑے مٹکوں کے برابر ہو سکتے ہیں بعض کدو

چپٹے ہوتے ہیں اور بعض گول۔ بہت سے کدو چھانٹ کر خشک کرنے کے لئے لٹکا دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے ستارہ و مجیرہ کے لئے تونبے بنائے جاتے ہیں۔ سبز کدو کا چھلکا سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ جب کاٹا جاتا ہے تو اسکے اندر ریشوں میں لپٹے ہوئے بیج ہوتے ہیں۔ جن کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

میدانوں میں شروع ماہ فروری سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر ماہ مارچ کے وسط سے جون کے اخیر تک بوتے ہیں۔ ہندوستانی اسکی دو فصلیں قرار دیتے ہیں ایک گرمی اور ایک برسات کی۔ گرمی کی فصل کی بیلیں بہت پھیلتی ہیں اور کدو زمین پر لٹکے رہتے ہیں۔ برسات کی فصل کیلئے پانی دینے کی ضرورت نہیں ورنہ بیلیں پانی کی بہتات کیوجہ سے سڑنے لگتی ہیں۔ چھپروں اور کوٹھوں پر چڑھا دینا بہت مناسب ہے۔

کدو باغیچوں یا کھیتوں کی عام زمینوں میں پیدا ہو جاتا ہے اگر ایسے پہلے کیاری زمین عمدہ طرح سے کھاد مجموعہ ڈالدی جاوے تو بڑے بڑے کدو پیدا ہوتے ہیں کدو کی فصل گرما فروری سے اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور فصل برسات ماہ جون کے وسط سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں۔

بعض اس کے بیج گھنے ایک کیاری میں بو دیتے ہیں اور جب دوسری تیسری پتیاں نکل آتی ہیں اسوقت پانچ پانچ چھ چھ فٹ کے فاصلہ پر اکھاڑ کر لگا دیتے ہیں مگر عام قاعدہ یہ ہے کہ پانچ پانچ چار چار بیج اکٹھے اس طرح سے بوتے ہیں کہ پھر پودے اکھاڑنے نہ پڑیں۔ جب پودے نکل آتے ہیں تو کمزور پودوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں اور مضبوط رکھ لیتے ہیں۔ بونے وقت فاصلہ کا خیال رکھتے ہیں جو چھ فٹ کے قریب ہو۔ فصل گرما کو خوب پانی دیتے ہیں اور اسوقت تک نالیوں میں اکھاڑتے رہتے ہیں جبتک بیلیں بالکل زمین کو ڈھانپ لیں۔ فصل برسات کے لئے نکاس کی نہایت ضرورت ہے اسلئے اکثر بیلیں چھپروں اور جھونپڑیوں پر چڑھائی جاتی ہیں۔ بیج بوتے وقت اس امر کی تمیز کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ بیج فصل گرما یا فصل برسات کے ہیں۔

پہاڑوں پر کدو کی تمام قسمیں بہت عمدگی سے نشوونما ہوتی ہیں۔ تین ہزار سے

چار ہزار فیٹ تک کی بلندی پر فصل گرما بغیر ٹیک کے پیدا ہوتی ہے کسی سہارے کی ضرورت نہیں اور فصل برسات کی بیلیں اتنی بلندی پر چھپروں یا ٹیکوں پر چڑھانی پڑتی ہیں۔ لیکن پانچ ہزار سے چھ ہزار فیٹ تک کی بلندی پر کدو کی فصلوں کے لئے مطلق ٹیک دینے کی ضرورت نہیں۔

ولایتی کدو

ولایتی کدو بھی کدو کی ایک قسم ہے جسے انگریز بہت استعمال کرتے ہیں اس کا رنگ سبزی مائل سفید ہوتا ہے اور کنارے چکردار ہوتے ہیں اسے بہت پکنے نہیں دینا چاہئے ورنہ لکڑی کی طرح سخت ہوجاتا ہے۔ اور صرف بیج ہی بیج اندر رہ جاتے ہیں فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ بقول ایک نامہ نگار کے امریکہ میں اس کی بہت کاشت کی جاتی ہے اور اس کی کئی قسمیں ہیں مگر تیار نے پر سب کا ذائقہ قریب یکساں ہوجاتا ہے وہاں قطاروں پر ہاتھ سے سوراخ کرکے دو دو تین تین بیج ڈالدیتے ہیں۔ فاصلہ معقول رکھتے ہیں

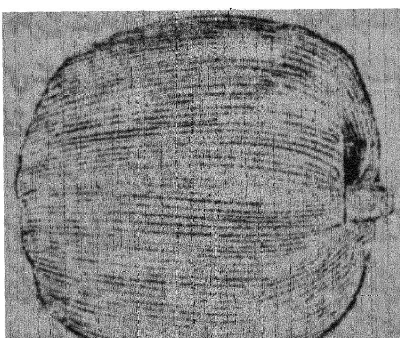

تاکہ بیلیں خوب بڑھیں۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ جنوبی بنگال میں ولایتی کدو ماہ اکتوبر کے آخر میں بویا جاتا ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ فروری کے وسط سے اپریل کے وسط تک بوسکتے ہیں۔ پہاڑوں پر مارچ کے وسط سے جون کے وسط تک بوسکتے ہیں کیاریوں یا کھیتوں میں چھ چھ فیٹ کے فاصلہ پر ہاتھ سے سوراخ کرکے تین تین چار چار بیج بو دیں۔

اُگ آئیں تو کمزور چھانٹ دیں [redacted] رہنے دیں۔ اگر سب یکساں ہوں تو دو ایک نکال دیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ جہاں بیج بوئے جاویں اُس جگہ کھاد خوب اچھی طرح سے ڈالی گئی ہو۔ ولائیتی کدو کی بیلوں کو ٹیک دینے کی کچھ ضرورت نہیں ہے

پیٹھا

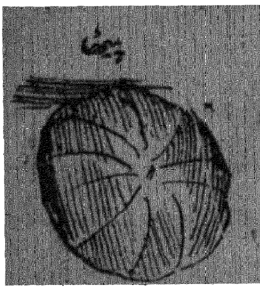

پیٹھا۔ بھی کدو کی ایک قسم ہے۔ گر ترکاری کے طور پر بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ اس کے مغز کی نہائیت لذیذ اور نفیس مٹھائیاں طیار ہوتی ہیں۔ اور بڑیاں بنانے میں بہت برتا جاتا ہے۔ مذہبی خیال سے بہت سے اشخاص اس کو اپنے ہاتھ سے توڑتے نہیں اور کئی مذہبی رسوم میں یہ کام آتا ہے۔ اس کی بیلیں بہت دور دور تک چڑھ جاتی ہیں۔ پیٹھا شروع شروع میں رونگٹے دار ہوتا ہے۔ مگر جوں جوں بڑھتا جاتا ہے۔ ویسے ہی چکنا ہوتا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا باہر سے سفید ہوتا ہے۔ سہارنپور کے پاس بکثرت ہوتا ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ مئی کے وسط سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر پیدا نہیں ہوتا۔ بنگال میں اس کی بیلیں لوگ چھپر اور چھتوں پر چڑھا دیتے ہیں۔ مگر سہارنپور میں بغیر کسی ٹیک کے زمین پر بہت اچھا پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لئے زمین ایسی انتخاب کرنی چاہیئے۔ جس میں کسی قدر ریت کا بھی جزو شامل ہو۔ پانچ فٹ کے فاصلہ پر ہاتھ سے سوراخ کرکے پانچ پانچ چار چار بیج بو دیں۔ جب بچہ پھوٹ آویں تو کمزور اکھاڑ دیں اور مضبوط رہنے دیں۔ یا حسب ضرورت چھانٹ ... ہوئی کھاد مجموعہ بونے سے پہلے کیاریوں میں ڈال دیں۔ یا اگر زمین پہلے سے طاقتور ہو تو کھاد کی ضرورت نہیں جب تک بیلیں زمین کو ڈھانپ نہ لیں تب تک

گھاسوں کو اکھاڑتے رہیں۔ کبھی کبھی بیلوں کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ پتے کسی وجہ سے سڑتے تو نہیں۔ کیڑے مکوڑوں کا خیال رکھیں کہ کھیت یا کیاریوں میں دخل نہ پاویں۔

لوکی

لوکی جسے کھیا بھی کہتے ہیں۔ کدو کی ایک ملائم قسم ہے۔ اور ہندوستان میں ہر جگہ بافراط پائی جاتی ہے۔ لوکی کی بیل چڑھتی ہے۔ اور پھیلتی ہے۔ باہر سے اس کا رنگ سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ اندر سے سفید گودا نکلتا ہے۔ اور بیج بہت نرم ہوتے ہیں۔ جب لوکی اعتدال سے زیادہ دیر بیلوں میں رہنے دی جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ پک جاتی ہے۔ اور کھانے کے کام کی نہیں رہتی۔ بعض لوکیاں گول ہوتی ہیں اور بعض لمبی بوتل نما۔

میدانوں میں اسے شروع مارچ سے ماہ جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں اسے شروع اپریل سے مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ لوکی ہر ایک ایسی زمین جس میں نباتات پیدا ہوتی ہے۔ بآسانی نشو و نما ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی زمین کو بہت ہی پسند کرتی ہے۔ جس میں کسی قدر ریتو جزو ہو اور خوب کھاد دی گئی ہو۔ بونے کا طریقہ وہی معمولی ہے۔ جو کدو اور پیٹھے کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کی بھی دو فصلیں ہوتی ہیں۔ ایک فصل گرما اور ایک فصل برسات۔ فصل گرما کو خوب پانی دینا چاہئیے۔ یہ ہموار زمین پر بوئی جاتی ہے۔ مگر فصل برسات کو قطاروں پر بونا چاہئیے۔ جن کا آپس میں چھ چھ فٹ کا فاصلہ ہو۔ اور جب پودے پانچ چھ انچ اونچے ہو جاویں۔ تو انہیں ٹیکوں پر چڑھا دینا چاہئیے۔ دیہقانی آدمی لوکی کی بیلوں کو بالعموم موسم برسات میں اپنے چھپروں اور چھتوں پر چڑھا

سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں جس قطعہ میں لوکیاں بوئی جاویں۔ وہ سورج کے رخ ہونی چاہئیں ۔

ٹنڈے یا ٹینڈس

ٹینڈس یا ٹنڈے جن کو پنجابی میں ٹنڈ بھی کہتے ہیں۔ مشہور ترکاری ہے دہلی کی جانب یہ بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ مگر عام طور پر یہ چھوٹے شلجم کے برابر یا اس سے چند ہیں۔ بعض بعض چھوٹے خربوزے کے برابر ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سیاہی مائل سبز ہوتا ہے۔ جب بیلوں میں لگنے شروع ہوتے ہیں تو ان پر کسی قدر روئیں ہوتی ہے۔ مگر جوں جوں بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ روئیں اتر جاتا ہے۔ اس کی ترکاری بہت ترکیب سے اور مصالحہ دار بنائی جاوے۔ تو لذیذ ہوتی ہے ورنہ بدذائقہ اور پھیکی بنتی ہے۔ سنا ہے۔ کہ انگریز اسے چھیل کر ٹکڑے کر کے اور بیج نکال کر دودھ میں ابلوا کر کھاتے ہیں۔ اوپر سے نمک اور کالی مرچ چھڑک لیتے ہیں

میدانوں میں اسے وسط جون سے جولائی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن لاہور میں ٹینڈے مئی کے اخیر اور جون کے شروع میں بکثرت فروخت ہونے لگتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہور کے گردونواح کے مالی بہت اگیتی فصل طیار کرتے ہیں۔ لیکن ان کا ذائقہ اچھا نہیں۔ کیاریوں میں ایک ایک کر کے فاصلے سے ہاتھ سے سوراخ کر کے تین تین چار چار بیج بو دیئے جاتے ہیں۔ اور معمولی احتیاط جو کدو اور لوکی کے ضمن میں بیان ہوئی۔ رکھی جاتی

جب پودے تین چار انچ کے ہو جاتے ہیں۔ تو چھانٹ دیتے ہیں۔ تاکہ بیلیں اچھی طرح سے پھیلیں۔ ٹینڈے ایسی زمین میں بونے چاہئیں۔ جس میں کسی قدر ریت کا جزو ہو۔ اور ہلکی کھاد بھی دی گئی ہو۔ سخت زمین میں ٹینڈے نہیں پیدا ہوا کرتے۔ ڈڈرڈ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گجرات اور سندھ کی جانب ٹینڈے موسم گرما میں ایسے مقامات میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی بناوٹ بنگالہ کے پانوں کے گھیروں سے مشابہت رکھتی ہے۔ گر ممالک مغربی و شمالی و اودھ اور پنجاب میں ان کی کاشت معمولی طور سے زمین پر کی جاتی ہے۔ کوئی خاص تردد نہیں کیا جاتا۔

بھنڈی

بھنڈی۔ جسے اکثر بھنڈی توری بھی کہتے ہیں۔ موسم گرما اور برسات کی ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے۔ جب بھنڈیاں اعتدال سے زیادہ پودوں پر رہنے دی جاتی ہیں تو پک کر کھانے کے کام کی نہیں رہتیں۔ بیج بڑے اور پوست سخت ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کی بھنڈیاں پر روئیں ہوتے ہیں۔ مگر جو بھنڈیاں امریکہ کے تخموں سے بوئی جاتی ہیں۔ ان پر روواں نہیں ہوتا۔

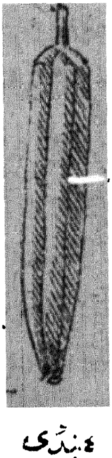

بھنڈی

میدانوں میں اسے شروع ماہ مارچ سے جولائی تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر وسط اپریل سے جون کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ یوں تو بھنڈیاں باغیچوں کی معمولی زمین پر پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر ایسی زمین انہیں بہت مرغوب ہوتی ہے جس میں کسی قدر ریت کا جزو شامل ہو۔ اور خوب طرح کھاد دی گئی ہو پہلے کھیت کیاریوں میں تخم بو دیئے جاتے ہیں۔ جب

پودے چار پانچ انچ اونچے ہوجاویں۔ تو انہیں قطاروں پر دو دو فٹ کے فاصلہ پر لگادیں اور قطاروں میں بھی اتنا ہی فاصلہ رہنا چاہیئے۔ یا ہموار کیاریوں کی سطح پر بیج بودیں اور جب پھوٹ آویں چھانٹ دیں۔ اس طرح سے کہ ہر ایک پودے کا آپس میں دو فٹ کے قریب فاصلہ رہے نکالے گھاسوں کو اکھاڑتے رہیں۔ اور گرمی اور خشکی کے دنوں میں چھٹے یا ساتویں پانی سے خبرگیری کرتے رہیں پہاڑوں میں بلندی کے بڑنے کے سبب جنوب رویہ قطعہ انتخاب کریں تاکہ پودوں کو سایہ ملتا رہے۔

چچینڈے

چچینڈے ایک عام ترکاری ہے جو ایک قسم کی بڑی اور لہریہ دار سیم کی طرح ہوتے ہیں۔ اس کی بیل بہت اونچی چڑھتی ہے۔ چچینڈے پانچ چھ انچ لمبے ہوتے ہیں۔ اسے کاٹ کر پکاتے ہیں انگریز بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ دو قسم کے چچینڈے ہوتے ہیں۔ ایک لمبے دوسرے کسی قدر چھوٹے۔ ان کے رنگوں میں بھی کسی قدر اختلاف ہوتا ہے ایک کا رنگ زردی مائل سبز ہوتا ہے۔ اور زردی اور سبز دھاریاں ہوتی ہیں۔

بیج قطاروں پر بوئے جاتے ہیں جن کا آپس میں ۵ یا ۶ فٹ فاصلہ ہوتا ہے میدانوں میں چچینڈے وسط اپریل سے جولائی کے وسط تک بوئے جاسکتے ہیں مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتے۔ جب پودے چند انچ اونچے ہوجاویں تو بیلیں لگادیں۔ اور کچھ چھپر وغیرہ یا بلند درختوں پر چڑھادیں۔ اس کی دو فصلیں بوسکتے ہیں ایک اپریل یا مئی کے شروع میں اور دوسری جولائی کے شروع میں بو سکتے ہیں۔ دوسری فصل سے موسم سرما میں خوب اچھے چچینڈے اترتے ہیں۔

روداسیم - تہور سیم کہاچ

سیم کی یہ دونوں قسمیں بطور بیل کے چکر کہاتی ہوئی۔ درختوں یا بانس کی جھنڈیوں پر چڑھتی ہیں۔ پھلیوں کیخاطر انکی کاشت کیجاتی ہے۔ کہاچ یا تہور سیم قریب ۸ انچ کے لمبی ہوتی ہے۔ انکی بیرونی سطح پر مخمل کی مانند نرم رواں ہوتا ہے اگر اِن کو نرم نرم توڑ کر پکایا جاوے تو ذائقہ میں فرنچ بین یعنے فرانسیسی سیم سے کم نہیں ہوتیں۔ جب پھلیاں خشک ہو جاتی ہیں تو روڈی سیم میں سے پانچ چھ بیج ردوے سے نکلتے ہیں۔ اور کہاچ یا تہور سیم میں سے پانچ یا چھ تخم خاکی رنگت کے برآمد ہوتے ہیں۔

میدانوں میں۔ ان سیمونکو وسط اپریل سے وسط جون تک بو سکتے ہیں پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہو سکتیں۔ باغیچوں کی معمولی زمین میں قطاروں پر جنکا آپس میں پانچ یا چھ فٹ فاصلہ ہو۔ انکے تخم چھ چھ انچہ کے فرق سے بو سکتے ہیں۔ جب پودے چار پانچ انچہ اونچے ہو جاویں۔ تو ان کے نیچے ٹیکیں لگا دینا چاہیئے۔ تاکہ بیلیں بآسانی اوپر کو چڑھ سکیں جبتک بارش نہ ہو۔ تب تک ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں۔ جب بارش شروع ہو جائے۔ تو پھر زیادہ تردد کی ضرورت نہیں ہے۔ ناکارہ گہاسوں سے کیاریوں کو پاک رکھیں۔ ان سیموں کی بیلوں نے اکتوبر اور نومبر تک پھلیاں اور ترقی رہتی ہیں۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ یوروپین اصحاب کو کہاچ یا تہوڑ سیم سے کم واقفیت ہوتی ہے۔ مگر ذائقہ میں یہ نہایت عمدہ ہوتی ہے۔ زدبرگ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ سیم یوروپ کے باغیچوں کی سیموں سے کسی حالت میں کمتر نہیں ہوتی۔

مکھن سیم

مکھن سیم - اگرچہ ایک مرتبہ کی لگائی ہوئی - ہمیشہ تک قائم رہ سکتی ہے - مگر بالعموم ہر سال بوئی جاتی ہے - ولایتی سیم یا فرنچ بین سے یہ ذائقہ میں کم شمار نہیں ہوتی یہ سیم کٹار کی صورت کی ہوتی ہے - چھلکا اس کا نہایت ملائم اور زردی مائل سبز سا ہوتا ہے میدانوں میں اسے شروع ماہ مئی سے جون کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر بھی شروع مئی سے جون تک بوئی جا سکتی ہے۔ اگر عمدہ زمین پر بوئی جاوے تو کھاد ڈالنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کیاری میں قطاریں بنائی جاویں جن کا آپس میں پانچ سے چھہ فٹ تک فاصلہ ہو - تخم ۶ سے ۸ انچہ تک فاصلے سے بوئے جاویں - تو مٹر کی طرح ان کو بھی ٹیکیں دیدیں موسم برسات میں یہ پودا خوب پھیلتا ہے برسات کے خاتمہ کے قریب اسمیں پھول آنے لگتے ہیں - اور برسات کے بعد پھلیاں اوترنے لگتی ہیں - جب تک زیادہ گہرا اور پالا نہیں پڑتا - تب تک پھلیاں برابر اترتی رہتی ہیں -

لوبیا

لوبیا ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے - اسکے بیج نکالکر اور سکھا کر بطور دال کے استعمال کئے جاتے ہیں - کچی پھلیاں کتر کر چھونک لی جاتی ہیں - یوروپین اصحاب بھی اسے ابال کر کھاتے ہیں - ہندوستان میں بھی لوبیے کی چند قسمیں ہیں بلحاظ جنوب میں جو لوبیا پیدا ہوتا ہے - اوسکی پھلیاں پتلی اور ملائم ہوتی ہیں - اور بیج بھی بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں کہتو نہیں جو لوبیا پیدا ہوتا ہے - اسکی پھلیاں بہت لمبی اور بیج بڑے بڑے ہوتے ہیں

میدانوں میں اِسے شروع ماہ جون سے جولائی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتا۔ اِس کی کاشت بہت آسانی سے ہو سکتی ہے کیاریوں میں قطاریں بنائی جاویں جن کا آپس میں ۲ سے ۵ فٹ تک فاصلہ رہے اور ان قطاروں پر چھ چھ انچہ کے فاصلہ پر بیج بونے چاہیئے۔ جب پودے چند انچہ اونچے ہو جاویں۔ تو مٹر کی طرح ان کو بھی ٹیکیں دیدینی چاہئیں۔ اگر تخم جون میں بوئے جاویں گے۔ تو موسم برسات کے وسط میں لوبیا اترنے لگیگا اور اگر جولائی کے شروع میں بیج بوئے جاوینگے تو ماہ اگست کے وسط میں لوبیا اترنے لگیگا۔

شکر قند

شکر قند یا شکر قندی۔ ہندوستان میں مشہور چیز ہے۔ لیکن بہت سے اصحاب خیال کرینگے کہ اسکا ترکاریوں کے زمرہ میں کیوں شمار کیا گیا یہ صحیح ہے۔ کہ بالعموم لوگ اسے ابال کر یا بھون کر کھاتے ہیں مگر اسکی ترکاری بھی بہت نفیس بنتی ہے۔ البتہ بنانے کی ترکیب معلوم ہونی چاہئے۔ چونکہ اسمیں مٹھاس زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے مرچ اور مصالحہ زیادہ دینا پڑتا ہے شکر قند کی بیل زمین پر خوب پھیلتی ہے۔ شکر قندیاں عموماً چھ سات انچہ لمبی ہوتی

ہیں۔ بعض پتلی اور بعض موٹی وسط میں سے زیادہ موٹی ہوتی ہے۔ جب ابل جاتی ہیں۔ تو چھلکا اتار کر پھینکدیتے ہیں۔ اور گودا کھاتے ہیں۔ یوں تو شکر قند ہر ایک زمین پر سبزی کی طرح عمدگی سے پیدا ہو سکتی۔ اور پرورش پا سکتی ہے۔ مگر ریتلی زمین میں جسپر ہلکی کھاد بھی ڈالدی گئی ہو۔ اور شکر قندیاں بہت افراط سے اور عمدہ پیدا ہوتی ہیں۔ عام طور پر اسکی کاشت قلموں سے ہوتی ہے جو ایسی بیلوں سے کیجاتی ہیں۔ جو پہلے موسم میں بوئی گئی تھیں۔

قلمیں ایسی جگہ سے کاٹی جاتی ہیں۔ جہاں سے نئی جڑیں پھوٹ آئی ہوں اور نئے کلے نکلے ہوں۔ یہ موسم گرما کے شروع میں نکلتے ہیں۔ اور قلموں کو کیاریوں میں ۱۸ انچ کے فاصلہ پر لگا دینا چاہئے۔ پھر خود بخود بیلیں پھیل جاتی ہیں۔ پتلی پتلی شکرقندیاں بھی ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ کے فاصلہ پر گاڑ دیتے ہیں۔ اوران سے بیلیں بڑھ جاتی ہیں۔ بعض اس حصّہ کو بوتے ہیں۔ جو شکرقندیوں اور پودے کے موٹے تنہ کے وسط میں ہوتا ہے۔ پہلی فصل سے یہ حاصل کرکے ریت میں داب دئے جاتے ہیں اور بوائی کے وقت ان کو نکال لیتے ہیں۔

شکرقند کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ سرخ اور سفید۔ سفید چھلکے کی شکرقند بہت میٹھی اور عمدہ خیال کی جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ شمالی ہند میں یہ قسم کم پائی جاتی ہے کیونکہ لوگ اس کو بہت بوتے ہیں۔

میدانوں میں اسے ماہ اپریل کے اخیر حصّہ سے جون کے اخیر تک بوسکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں پر شکرقندیاں نہیں ہوتیں۔ شکرقندیوں اور پودے کے موٹے تنہ کا وسطی حصّہ جو ریت میں داب کر رکھا جاتا ہے۔ اپریل کے آخیر سے لیکر مئی کے وسط تک بویا جاتا ہے۔ مگر قلمیں جون کے اخیر میں لگائی جاتی ہیں جبکہ ایک دو بارشیں زور شور سے ہوچکتی ہیں جب تک بیلیں سطح زمین پر چھا نہ جاویں۔ تب تک کھیت یا کیاری میں ناکارہ گھاسیں نہ اُگنے دیں۔ بعد ازاں زیادہ تردد کی کچھ ضرورت نہیں موسم سرما کے آغاز میں شکرقندیاں قابل استعمال ہوجاتی ہیں۔ فرنسچر صاحب کی رائے ہے کہ سرخ شکرقندیاں بہتر شمار کی جاتی ہیں۔ مگر کئی تجربہ کار اصحاب فرماتے ہیں کہ سرخ قسم سفید کو نہیں پہنچتی۔ یوروپین اصحاب کو ابھی شکرقند کی ٹھیک قدرو منزلت معلوم نہیں ہے جب وہ اس کا زیادہ استعمال کرنے لگیں گے تو وہ اس کی ماہیت سے بخوبی واقف ہوجاویں گے۔

بالسیم

[illegible] بڑی سیم۔ اکثر ایک مرتبہ لگا کر اونچے اونچے درختوں پر چڑھا دیتے ہیں۔ موسم پر پھلیاں اترتی ہیں۔ ہر سال لگانے کی ضرورت نہیں۔ اس کی پھلیاں شمشیر نما ہوتی ہیں۔ بعض ایک فٹ لمبی ہوتی ہیں۔ بعض کچھ کم۔ بیج ان میں سے سفید اور سرخ نکلتے ہیں۔ اگر کچی توڑی جاویں تو خاصی لذیذ ہیں۔ اکتوبر اور نومبر میں پھلیاں بکثرت ہو جاتی ہیں۔

میدانوں میں اسے وسط اپریل سے جون کے اخیر تک بو سکتے ہیں مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے بونے کی یہ ترکیب ہے کہ باغیچہ میں قطاریں بنا کر جن کا فاصلہ آپس میں قریب ۸ فٹ کے ہو۔ ایک ایک فٹ کے فرق سے بیج بو دیں۔ مگر خیال رہے کہ بیج سوا انچ گہرے بوئے جائیں۔ بونے کے پیشتر قطاروں پر اگر عمدہ سڑی ہوئی کھاد ڈال دی جاوے تو مفید ثابت ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ قطاروں کی مٹی اور کھاد ایک جان کر کے پھر تخم بوئے جاویں۔ جب پودے چند انچ اونچے ہو جاویں تو مضبوط اور خشک درختوں کی لمبی لمبی چھڑیاں یا بانس بطور ٹیک لگائے جاویں۔ یا جب بیلیں اونچی ہو جاویں تو آس پاس کے درختوں پر چڑھا دی جاویں۔ ناکارہ گھاس نہ اُگنے دیں۔ اور اگر کوئی ٹیک بر دی یا خراب ہو جائے تو اس کی جگہ اور لگا دیں۔ زیادہ تردد کی کوئی ضرورت نہیں۔ خشک موسم میں ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دینا چاہیے +

کریلا

کریلا۔ ہندوستان میں ایک ہردلعزیز ترکاری ہے۔ گو اس کے نام سے ہی کڑواہٹ کا خیال ہو جاتا ہے۔ مگر جس وقت ترکیب سے بنایا جاتا ہے۔ اس وقت ذائقہ میں اچھی سے اچھی ترکاریوں کو مات کر دیتا ہے۔ کریلے موسم گرما میں بکثرت استعمال میں آتے ہیں لیکن موسم برسات میں بھی کثرت سے پھل پڑتے ہیں جن کو کوڑے بھی کہتے ہیں۔ اس کی ہلکی سی بیل زمین پر پھیلتی ہے اس کی ہر سال

کاشت کی جاتی ہے جب موسم خشک ہو جاتا ہے تو بیلیں مرجھا جاتی ہیں بعض

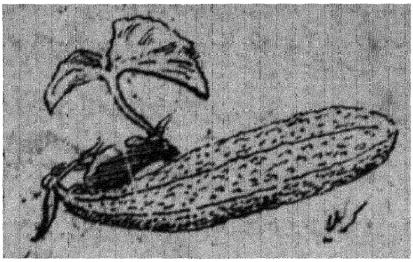

بعض کریلے سات سات آٹھ آٹھ انچہ لمبے ہوتے ہیں چھوٹے کریلوں کے بیج عموماً سفید نکلتے ہیں اور بڑے کریلوں کے بیج سرخ جھلی میں لپٹے ہوئے برآمد ہوتے ہیں ان کا پیٹ چاک کرکے مصالحہ بھرا جاتا ہے مگر بیج نکال کر پھینک نہیں دئے جاتے ۔

میدانوں میں کریلے شروع مارچ سے لیکر وسط ماہ جولائی تک بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتے۔ جو کریلے مارچ یا اپریل کے شروع میں بوئے جائیں انکو ٹیک دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر جو جون اور جولائی میں بوے جاویں ان کو جب پودے چند انچہ بڑھ جاویں۔ ٹیکوں پر چڑھا دیں۔ وجہ یہ ہے کہ برسات میں زمین پر پڑی پڑی بیلیں سڑ جاتی ہیں۔ کریلے بونے کی ترکیب سہل ہے۔ کیاریوں کو درست کرکے اچھی طرح سے کھاد مجموعہ ڈال کر مٹی اور کھاد کو ایک جان کر لیا جاوے اور پھر قطاریں بنائی جاویں۔ جن کا آپس میں فیصلہ ۵ یا چھ فٹ ہو۔ ان قطاروں پر تخم دو یا ۳ انچہ کے فرق سے بوئے جاویں اگر موسم خشک ہو تو چوتھے یا پانچویں دن پانی دے دیں اور ناکارہ گھاس کو اکھاڑتے رہیں۔

ککڑی

اگرچہ عام طور پر ککڑی کو کچی کھاتے ہیں مگر اس کی ترکاری بھی بری نہیں ہوتی ممالک مغربی شمالی و اودھ اور پنجاب کے کئی اضلاع میں ککڑی کا استعمال بطور ترکاری بہت کثرت سے ہوتا ہے اس کی زمین پر بیل چلتی ہے ۔

میدانوں میں ککڑی کو وسط فروری سے لیکر اپریل کے آخر تک بو سکتے ہیں

مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتی۔ ہاں تو یہ ہر قسم کی زمینوں پر بوئی جاسکتی ہے مگر جس زمین میں ریت کا جزو خاصہ ہو اور خوب طرح سے کھاد دیگئی ہو۔ وہاں یہ بہت افراط سے پیدا ہوتی ہے اور اچھی ہوتی ہے۔ اس کی کاشت کی ترکیب بہت سہل ہے کیاریوں کو درست کرکے ایک ایک گز کے فاصلہ پر آٹھ آٹھ دس دس بیج بو دیے جاویں۔ مگر یہ فاصلہ سب طرف سے یکساں ہو۔ جب بیج پھوٹ آویں تو کمزور پودے اکھاڑ دیئے جاویں اور طاقتور رہنے دیے جاویں یہی تمام بیل جاوینگے اور خوب ککڑیاں اتریں گی۔ اگر سب یکساں ہوں تو دو تین اکھاڑ دیے جاویں تاکہ بیلیں بہت گھنی نہ ہو جاویں۔ ناکارہ گھاسوں کو اس وقت اکھاڑتے رہیں جب تک کہ بیلیں کل زمین کو ڈھانپ لیں اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک دو دفعہ پانی د

کلفے کا ساگ

ہندوستان میں کلفے کا ساگ عام شے ہے دراصل یہ لفظ خرفہ ہے مگر غلط العام کلفا ہے۔ موسم گرما میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے اس کا ذائقہ ترشی مائل بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میدانوں میں ماہ مارچ کے وسط سے جون کے آخر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر ماہ اپریل سے ستمبر کے وسط تک بوتے ہیں۔ یہ ساگ ہر سال

بویا جاتا ہے۔ جب موسم ختم ہو جاتا ہے تو یہ خود بخود مر جاتا ہے اس کے پتے ڈل دار ہوتے ہیں۔ اس کی بھجیا بنتی ہے۔ دیسی اطبا اس کے بیج نسخوں میں تجویز کرتے ہیں۔ انگریز اسے بہت کم استعمال کرتے ہیں۔

اس کے بونے کی ترکیب بہت آسان ہے کیاریاں درست کر کے بیجوں کو چھڑک کر ان بو دیں اور ساتھ ہی یہ خیال رکھیں کہ تخم کہیں زیادہ اور کہیں کم نہ پڑیں جب تخم پاشی ہو جائے تو باغیچہ کی مٹی کو خوب باریک کر کے آہستہ آہستہ تمام بیجوں پر چھڑک دیں مگر تخم پاشی کے پہلے کیاریوں کو پانی سے تر کر لیں مگر اتنا زیادہ پانی نہ ہو کہ مٹی کیچڑ کی مانند ہو جائے۔ جب بیج پھوٹ آویں تو گھنے پودوں کو چھانٹ دیں اور ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں پاک رکھو حسب ضرورت پانی دینا چاہیے۔ اس ساگ کو جڑوں سے نہیں اکھاڑنا چاہیے بلکہ پتے اور نرم گلے توڑنے چاہئیں۔ ایک ہی فصل میں یہ ساگ دو تین مرتبہ پھوٹ آتا ہے۔ اگر جڑ سمیت اکھاڑ لیا جائیگا تو یہ بات حاصل نہ ہوگی ۔

رتالو

اگرچہ رتالو پنجاب کے ایک بڑے حصہ میں عنقا صفت ہے مگر تاہم دہلی اور اس کے گردو نواح میں بہت مل سکتا ہے۔ یہ ایک نہایت لذیذ اور عمدہ ترکاری ہے اور اگر اس کی شوق اور احتیاط سے کاشت کی جائے تو بہت فائدہ متصور ہے۔ رتالو کی بیل چڑھتی ہے۔ اور جڑ میں رتالو پیدا ہوتا ہے۔ چھلکے سرخی مائل ہوتے ہیں اور تمام پر چھوٹے چھوٹے گہرے داغ سے ہوتے ہیں۔ رتالو بڑی شکرقندی کے موافق ہوتے ہیں اور بعض نہایت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اگر رتالو کی جڑوں کو صدمہ نہ پہنچے اور غور و پرداخت ہوتی رہے تو ہر سال رتالو نکل سکتے ہیں۔ اسکی کئی قسمیں ہیں مگر دو ایک مشہور ہیں۔ ولایت میں بھی اس کی کاشت ہوتی ہے ۔

رتالو کی بونے کی ترکیب یہ ہے کہ رتالو کا اوپر کا کچھ حصہ کاٹ کر بوتے ہیں۔ یا

رتالوؤں میں سے جو جڑیں پھوٹ نکلتی ہیں - ان کو لگاتے ہیں۔ میدانوں میں اس کے بونے کا موسم فروری سے مئی تک ہے - اور پہاڑوں میں مارچ سے مئی تک - رتالو کے ٹکڑے یا جڑیں اس طرح سے لگائی جاتی ہیں کہ پہلے زمین کو اچھی طرح سے درست کرکے اس میں خوب تخمیر شدہ کھاد ملا لیتے ہیں جو بالعموم کھاد مجموعہ ہوتی ہے۔ جب ملاتے ملاتے مٹی اور کھاد ایک جان ہو جاوے تو دو دو فٹ کے فاصلہ پر چار چار یا پانچ پانچ فٹ گہرے اور دو فٹ چوڑے سوراخ کھودے جاتے ہیں - ان سوراخوں میں پھر سطح کی مٹی جس میں کھاد ملی ہوئی ہوتی ہے بھرنا چاہیئے۔ اور جب آٹھ نو انچ گہرائی رہ جاوے تو رتالوؤں کے ٹکڑے یا جڑیں لگا کر مناسب احتیاط کریں جس وقت کلے پھوٹ آویں اور چند انچ لمبے ہو جاویں تو ان کے سروں کو بانس کی جعفری پر چڑھاویں - اگر دو چار بیلیں لگانی منظور ہیں تو کسی درخت یا چھپر پر بیل چڑھا سکتے ہیں مگر جب زیادہ کاشت منظور ہو تو بانس کی جعفری سے کام لینا چاہیئے ۔

پہاڑوں پر بھی رتالو پیدا ہو سکتے ہیں - لیکن چونکہ اس پودے کو زیادہ حرارت کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے یہ تین چار ہزار فٹ کی بلندی پر پیدا نہیں ہو سکتا ۔

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ اس کے بونے کی یہ ترکیب بھی ہے کہ رتالوؤں میں سے جو جڑیں پھوٹیں ان کو موسم بہار میں ٹیکہ کیاریوں میں جو خوب طرح سے تیار کی گئی ہوں - پاس پاس بودیں - جب یہ پھوٹ جاویں اور ان کی بیلیں چھ فٹ لمبی ہو جاویں تو ان میں سے قلمیں حاصل کی جاویں اور پھر انہیں باقاعدہ کیاریوں میں قطاروں پر لگایا جاوے - اگر ہوتی ہوگی تو بہت جلد یہ قلمیں پھوٹ نکلیں گی - ورنہ پانی دینا چاہیئے ہفتہ میں روز میں جڑیں بخوبی قائم ہو جائینگی - اس اثنا میں برابر پانی سے خبرگیری رکھیں - ورنہ بیلوں کے خشک ہو جانے کا اندیشہ ہے - اس وقت اغل بغل سے فضول شاخیں بھی بیلوں سے نکل آتی ہیں ان کو نوچتے رہیں ورنہ رتالو پتلے ہو نگے - کیونکہ یہ فضول شاخیں بہت کچھ پودے کی خوراک ہضم کر جاتی ہیں ۔

مسٹر بنڈرسن لکھتے ہیں کہ اہل چین رتالو کی کاشت ایک اور طریق سے بھی کرتے ہیں جسے وہ نہایت سہل بتاتے ہیں کیاریوں میں اونچی قطاریں بنا کر یا تو ثابت پتلے پتلے رتالو تین تین فٹ کے فاصلے پر گاڑ دیتے ہیں یا ان کے ٹکڑے دبا دیتے ہیں جب کلّے پھوٹ نکلتے ہیں اور کچھ تقویت پذیر ہو کر اِدھر اُدھر پھیلنے لگتے ہیں تو چھ یا آٹھ انچ کے فاصلہ پر پتوں کو چھوڑ کر ان کے جوڑوں پر مٹی ڈال کر ہاتھ سے تھپک دیتے ہیں۔ چند دنوں میں ان جوڑوں میں جڑیں پھوٹ نکلتی ہیں اور رفتہ رفتہ رتالو بیٹھ جاتے ہیں۔ گو اس طرح سے با آسانی اور افراط سے رتالو پیدا ہو جاتے ہیں مگر دُبلے پتلے رہتے ہیں۔ بہترین ترکیب یہ ہے کہ قطاروں پر ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر رتالوؤں کے ٹکڑے لگاتے جائیں اور انھیں خوب نشو و نما ہونے دیا جائے۔ موسم خزاں میں رتالو کھود لئے جاتے ہیں۔ رتالوؤں کے پتے اور شاخیں مویشی بہت شوق سے کھاتے ہیں ٭

پلول

پلول ایک نہایت لذیذ ترکاری اور کمیاب ہونے کی وجہ سے گراں ہے پنجاب میں تو شاذ و نادر ہی لوگ اس کے نام سے واقف ہیں۔ البتہ تنبولی انھیں کبھی کبھی تھوڑے بہت منگواتے ہیں اور چھ سات آنے سیر فروخت کرتے ہیں بنگالی اور ممالک مغربی و شمالی کے باشندے انھیں بہت شوق سے خریدتے ہیں۔ بعض اصحاب کو یہ غلط خیال ہے کہ پلول پانوں کا پھل ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ میں کاشتکار انھیں پانوں کی کھیت میں بو دیتے ہیں اور وہاں یہ بہت عمدگی سے نشو و نما ہوتے ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ بغیر پانوں کے ساتھ بوئے یہ پیدا نہیں ہو سکتے۔ سنا ہے کہ راولپنڈی سے دو چار میل کے فاصلہ پر پلول کی کاشت

تھوڑے قطعہ اراضی میں ہوتی ہے۔ اور کاشتکار بہت بڑا فایدہ اٹھاتا ہے۔ اگر اس کی کاشت کی طرف توجہ کی جائے تو بہت فایدے متصور ہیں +

پلول کی بیل چڑھتی ہے اور یہ پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا دیر تک بنا رہتا ہے۔ ہر سال بیل ہری ہو جاتی ہے اس کا پھل گاؤدم اور قریب چار انچہ کے لمبا ہوتا ہے جب تک کچا رہتا ہے تو اس کا رنگ سبزی مائل سبز ہوتا ہے اور جب پک جاتا ہے تو پیلا پڑ جاتا ہے +

میدانوں میں اسے شروع ماہ مئی سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر یہ تین ہزار فٹ کی بلندی سے اوپر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بونے کے لئے ہلکی زمین انتخاب کرنی چاہیے۔ جس میں تربت کا بھی کسی قدر جزو۔ اور اس میں فالتو پانی نہ رہ سکے۔ اور نشیب میں نہ ہو۔ تین تین فٹ کے فاصلہ پر پانچ پانچ سات سات بیج بو دیں جب پھوٹ جاویں تو کمزور نکال دیں اور طاقتور رہنے دیں۔ یا اگر سب اچھے ہوں تو رہنے دیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ پودے گھنے نہ ہو جائیں۔ بیلیں زمین پر پھیلنے دیں۔ بعض اس کی بیلوں کو درختوں اور جھونپڑوں پر بھی چڑھا دیتے ہیں مگر بعض تجربہ کاران کی رائے ہے کہ زمین پر بیل کے پھیلنے سے پلول اچھے لگتے ہیں۔ پانی دینے کی اسے ضرورت ہے مگر اعتدال کے ساتھ۔ ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو بالکل پاک رکھیں +

بینگن دیسی

بینگن مشہور ترکاری ہے۔ اس کو کئی طرح سے استعمال کیا جاتا ہے اچار پڑتا ہے بھرتا بناتے ہیں۔ اور ترکاری کثرت سے بنتی ہے۔ گو اس کا پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا عرصہ تک قائم رہتا ہے مگر تاہم ہر سال اس کی کاشت ہوتی ہے

کیونکہ صرف اسی کے لئے کوئی بھی کاشتکار کسی قطع اراضی کو مخصوص کر دینا نہیں چاہتا۔ بینگن کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ اور ان میں رنگ قد اور کسی قدر ذائقہ میں فرق ہوتا ہے بعض بینگن پتلے اور چھوٹے قدر کے ہوتے ہیں ان کو بتا کہتے ہیں بعض موٹے اور اودے رنگ کے ہوتے ہیں ان کو مارو کہتے ہیں اور یہ بالعموم بھرتے بنانے کے کام میں آتے ہیں۔ بعض بالکل گول اور سفید رنگ کے انڈے کی طرح ہوتے ہیں۔ جنرل جنکنسن فرماتے ہیں کہ پٹنہ میں بینگن کی پانچ قسمیں بہت مشہور ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) مانک (۲) گورکھنتہ (۳) بارہ ماسہ (۴) ولایتی (۵) جھاڑ ۔

میدانوں میں اسے اکتوبر شروع مارچ اور شروع جون میں بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں تین ہزار فٹ کی بلندی سے اوپر پیدا نہیں [illegible]۔ [illegible]لی ہند میں اس کی سال بھر میں بالعموم تین فصلیں بوئی جاتی ہیں۔ پہلی ماہ اکتوبر کے آخر میں اس طرح سے بوتے ہیں کہ کیاریاں سب طرح سے درست کر کے بیج چھڑک دیتے ہیں۔ اور ۲-۱ انچ اوپر گھاس سے چھپر چھپا دیتے ہیں۔ پودے اسی جگہ باہستگی نشو ونما ہوتے رہتے ہیں۔ وسط فروری میں یہ پودے اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں تعداد لگا دیے جاتے ہیں۔ جن کا آپس میں ۱۸-۱ انچ کے قریب فاصلہ ہوتا ہے۔ اور پودوں میں آپس میں ۱۵-۱ انچ کا فرق کافی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی دیتے ہیں [illegible] گڈمن کو گوڑتے رہتے ہیں۔ اس فصل سے مارچ کے آخر تک بینگن اترنا شروع ہو جاتے ہیں اور جون تک اترتے رہتے ہیں ۔

دوسری فصل وسط فروری سے مارچ کے اخیر تک بوئی جاتی ہے بیج چھڑکواں ڈالتے ہیں۔ جب پودے تین چار انچہ اونچے ہو جاتے ہیں تو اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگاتے ہیں۔ باقی ترکیب وہی ہے جو اوپر لکھی جا چکی ہے۔ مئی کے اخیر میں اس فصل سے بینگن اترنے لگتے ہیں اور قریب قریب تمام برسات اترتے رہتے ہیں ٭

تیسری فصل شروع برسات یعنے جون کے شروع میں بوتے ہیں اور اس کے بونے کی وہی ترکیب ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ برسات کے خاتمہ پر اس فصل سے بینگن اترنے لگتے ہیں اور قریب قریب تمام موسم خزاں میں اترتے رہتے ہیں۔ تیسری فصل کسی قدر احتیاط طلب ہے۔ اگر بارش زیادہ ہوئی اور کیاریوں میں پانی بھرا رہا۔ یا مٹی سخت یا بہت چکنی ہوئی تو اکثر پودے پھولنے پھلنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اگر احتیاط رکھی جائے تو فصل خاصی ہو جاتی ہے ٭

کالی توری

کالی توری کی بیل چڑھتی ہے۔ اور جب اس کا موسم ختم ہو جاتا ہے تو خود بخود مرجھا کر سوکھ جاتی ہے۔ یہ قریب ایک فٹ تک لمبائی میں پہنچتی ہے اور اس کے پوست پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک تیز نسیں ہوتی ہیں۔ رنگ اس کا سیاہی مائل سبز ہوتا ہے۔ یہ باغیچوں کی معمولی زمین میں اچھی طرح سے پیدا ہو جاتی ہے مگر بونے کے پیشتر اگر کیاری میں خوب طرح سے سڑی ہوئی کھاد مجموعہ دیدی جاوے تو بہتر ہے ٭

میدانوں میں اسے شروع ماہ مارچ سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے بونے کی ترکیب آسان ہے سال میں اس کی دو فصلیں بوئی جا سکتی ہیں۔ ایک مارچ میں جو گرمی کی فصل کہلاتی ہے اور دوسری فصل جون اور جولائی میں بوتے ہیں جو برساتی فصل کہی جاتی ہے۔ پہلی فصل اس طرح سے بوتے

ہیں کہ کیاری میں ایک جگہ اکٹھے آٹھ سات بیج بو دئے اور پھر چاروں طرف سے تین تین فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر اور اسی طرح سے اکٹھے بو دئے - جب بیج پھوٹ نکلے - تو ناقص اور گھنے اوکھاڑ دئے باقی کی زمین پر بیلیں چلنے دیں - برساتی فصل کیاریوں کی قطاروں پر بوئی جاتی ہے - جن کا آپس میں پانچ چھ فٹ کا فاصلہ ہوتا ہے اور ہر ایک بیج سات آٹھ انچ کے فاصلہ سے بویا جاتا ہے - جب پودے پانچ چھ انچ بلند ہو جاتے ہیں تو ٹیکیں لگا دی جاتی ہیں - تاکہ بیلیں زمین پر پڑی پڑی خراب نہ ہو جائیں فصل گرما کو چوتھے پانچویں دن برابر پانی دینا چاہئے - اور گھاس سے کیاریوں کو صاف رکھیں

گھیا توری

گھیا توری اور کالی توری میں صرف یہی فرق ہے - کہ گھیا توری کالی توری سے کسی قدر گداز ہوتی ہے - اور اس کے پوست پر نسیں نہیں ہوتیں اور ذایقہ میں کالی توری کی نسبت شیریں ہوتی ہے +

میدانوں میں اسے شروع مارچ سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں مگر پہاڑوں پر پیدا نہیں ہوتی - اس بونے کی بعینہٖ وہی ترکیب ہے جو ابھی ہم اوپر کالی توری کے ضمن میں لکھ چکے ہیں - اعادہ کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی - توری کے پتوں کا عرق خاصہ سبز رنگ کا کام دیتا ہے - اکثر عورتیں دیواروں پر جو خاص خاص تہواروں پر تصویریں بناتی ہیں وہ اس رنگ کو استعمال کرتی ہیں +

اروی

اروی یا گھوئیاں ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے اور کئی طرح پر

استعمال کی جاتی ہے اہل یورپ اسے بہت کم استعمال کرتے ہیں مگر ہندوستانی قریب قریب بارہ مہینے برابر برتتے ہیں۔ بالعموم یہ ماہ مئی کے آخر میں بوئی جاتی ہے اس کے بونے کی ترکیب بہت آسان ہے۔ کیاریوں کو کسی قدر گہرا کھود کر مٹی کو خوب باریک کریں اور کھاد مجموعہ کا جزو دیگر مٹی کے ساتھ ایکجان کرو پھر چودہ چودہ انچ کے فاصلہ پر قطاریں بنا لیں

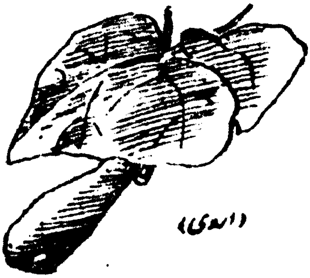

(اروی)

ان پر پانچ انچ کے قریب سوراخ کرکے چھوٹی چھوٹی اروِیاں چودہ انچ کے فاصلہ پر گاڑ دیں اور اوپر سے مٹی ڈال دیں جو کتنے پانچویں دن پانی دیتے رہیں اور ناکارہ گھاس کیاری میں اُگنے نہ دیں کبھی کبھی گوڑائی کرتے رہیں۔

پوئی

پوئی کی بیل ہوتی ہے اور یہ بطور ساگ استعمال کی جاتی ہے۔ اہل پنجاب ممالک مغربی و شمالی واوسط اسے شاذ و نادر ہی استعمال کرتے ہیں۔ مگر اہل بنگال اس کے بہت شایق ہوتے ہیں۔ چنانچہ اکثر بنگالی اسے اپنے گھروں میں لگا لیتے ہیں۔ اس کے لگانے کی ترکیب بہت ہی آسان ہے۔ کسی کونے میں یا صحن میں جگہ مناسب معلوم ہو اگر ماہ جون میں پوئی کے بیج یا اس کی قلم بو دی جاوے تو اس کی بیل بلا تردد خود بخود بڑھنے لگے گی جب یہ چند فٹ اونچی ہو جائے تو اسے جعفری پر چڑھا دیں یا کسی چھپر پر۔ چونکہ اس کے پتے خاصے چوڑے ہوتے ہیں اور بیل بہت گھنی پھیلتی ہے۔ اس لئے سایہ خوب ہو جاتا ہے اس کی شاخوں میں پتے کے پاس چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں جو پک کر جب جاتے ہیں تو ان کو لینے سے نہایت خوشنما اودا اور سرخ رنگ برآمد ہوتا ہے۔ اگر ترکیب سے بنایا جائے تو اس کا ساگ اچھا بنتا ہے۔

چولائی کا ساگ

چولائی کا ساگ لذیذ ہوتا ہے۔ چولائی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جنگلی اور ایک باغیچوں کی۔ بہ نسبت باغیچوں کی چولائی کی جنگلی لذیذ معلوم ہوتی ہے اور اکثر اصحاب اسے پسند کرتے ہیں۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں مگر دو ایک زیادہ مشہور ہیں مثلاً لال ساگ مرسا وغیرہ۔

میدانوں میں اسے شروع اپریل سے جولائی کے اخیر تک بو سکتے اور پہاڑوں میں بھی انہیں ایام میں بوئی جا سکتی ہے۔ اس کے بونے کی ترکیب سہل ہے کیاریوں میں اٹھارہ اٹھارہ انچ کے فاصلے سے قطاریں بنا کر ان پر بیج چھڑک دیں۔ اور اوپر سے مٹی کا ہلکا سا غلاف دے دیں یعنے مٹی کو باریک باریک اوپر سے چھڑک دیں جب پودے نکل آویں تو جہاں گھنے ہوں وہاں سے چھانٹ دیں اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں اور ناکارہ گھاسیں اٹھاتے رہیں۔ جب زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو اپریل سے لیکر جولائی تک ہر مہینہ بوتے رہتے ہیں یہ ساگ بہت جلد بڑھ جاتا ہے۔

لال مرچ یا ہری مرچ

ہری مرچ یا لال مرچ۔ اگرچہ عام طور پر ترکاریوں میں بطور مصالحہ ڈالی جاتی ہیں مگر اکثر شوقین ان کی ترکاری بھی بنواتے ہیں۔ بہت سے حلوائی اچھی اور بال کر کھٹائی میں ملا کر بطور ترکاری انہیں پوری کچوریوں کے ساتھ رکھ دیتے ہیں۔ مرچ کی کئی قسمیں ہیں مگر دو چار بہت مشہور ہیں۔ ان کا رنگ سبز زرد اور سرخ ہوتا ہے۔ لمبی مرچیں کم چرپری ہوتی ہیں اور

چھوٹی مرچیں زیادہ تیز ہوتی ہیں اسی وجہ سے انھیں تیکھیا مرچ بھی کہتے ہیں۔

میدانوں میں انھیں شروع اپریل سے وسط جون تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر شروع اپریل سے مئی کے اخیر تک

پہلے ایک کیاری میں مرچوں کے چھڑکواں بودیں جب پودے پھوٹ آویں اور چند انچ اونچے ہو جائیں تو انھیں ہموار زمین پر قطار در قطار بودیں ایک قطار کا دوسری قطار سے ڈیڑھ یا دو فٹ کا فاصلہ کافی ہے پودوں کو آپس میں ایک فٹ فرق رہنا چاہیے بونے سے پہلے کسی قدر سڑی ہوئی کھاد مجموعہ ڈال دینی چاہیے اگر زمین عمدہ ہو اور بونے سے چھ مہینے پہلے کھاد پڑ گئی ہو تو پھر بونے وقت کھاد دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں اور ناکارہ گھاسوں کو کیاریوں میں جمنے نہ دیں پہاڑوں میں بھی بونے کی یہی ترکیب ہے ✦

ادرک

ادرک عام طور پر بطور مصالحہ استعمال کی جاتی ہے اور اور بھی کئی طرح سے بنتے ہیں مگر اس کی ترکاری بھی بنائی جاتی ہے اور یہ نہایت لذیذ بنتی ہے۔ ادرک ہلکی زمین میں

جہاں چکنی مٹی اور ریت کا جزو معقول ہو خوب نشوو نما پاتی ہے ۔ اسی ماہ مئی کے اخیر میں بوتے ہیں ۔ کیاریوں کو خوب درست کر کے قطاریں بنانی چاہئیں ۔ جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو ۔ پھر ادرک کی چھوٹی گانٹھوں یا ٹکڑوں کو ایک فٹ کے فاصلہ پر ان قطاروں پر چار پانچ انچ گہرا بو دیں ۔ ادرک بہت جلد پھوٹ آویگی اور اگر بارش نہ ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ کنوئیں کا پانی دیں ۔ جنوری میں ادرک کو اکھاڑ کر اور خوب پانی سے صاف کر کے دھوپ میں خشک کر لیں تاکہ پانی کی نمی دور ہو جاوے پھر ان کو بوریوں میں بھر لیں ۔ یا جس طرح سے مناسب سمجھیں ٹھکانے سے لگا دیں +

(ادرک)

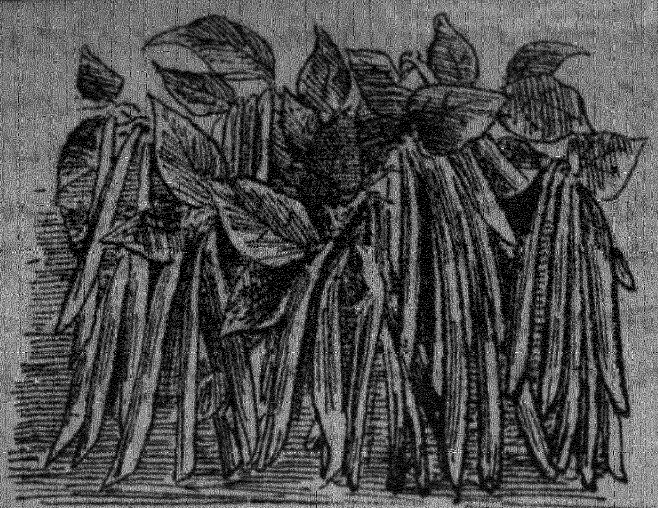

(بیسٹ کنٹکیس بین)

(ولایتی پیاز)

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کی زراعتی کتابیں

ترکاریاں اس کتاب میں ہندوستان اور ممالک غیر کی تمام ترکاریوں کی پیداوار کاشت پرورش نگہداشت اور ان سے زیادہ فائدے حاصل کرنے کی مجرب ترکیبیں درج کی گئی ہیں۔ خاصکر اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ ممالک غیر کی ترکاریاں یہاں کس حالت اور کس خشک و تر موسم میں پیدا وار ہو سکتی ہے۔ اس میں ۱۱۲ صفحے اور ۱۰۰ تصویریں درج ہیں قیمت فی جلد عصہ

میوہ جات ان تمام میوہ دار درختوں کے حالات۔ ان کی پرورش و نگہداشت پیوند کے طریقے۔ کھاد ڈالنے کی ترکیبیں۔ درختوں کے باغات نفع کی غرض سے لگاتے عمدہ اور لذیذ میوے تیار کرنے کے مفصل حالات نام ۷ تصویروں کے درج ہیں قیمت فی جلد عمہ

پھلواڑی میوہ جات اور ترکاریوں کے بعد تیسری کتاب پھولوں کے باب میں شائع کی گئی ہے۔ اس میں صدہا قسم کے ہندوستانی اور انگریزی پھولدار پودوں کا ذکر ہے۔ باغوں کے شوقین اس کتاب کی مدد سے ہر قسم کے پھول پیدا کر سکتے ہیں قیمت فی جلد عمہ

کاشت آلو ہندوستان میں کاشت آلو کی کس طرح توسیع ہو سکتی ہے۔ اور بمقابلہ دیگر ترکاریوں کے یہ کس قدر زیادہ منفعت بخش ہے۔ ۲۴ صفحہ قیمت ۲ ار

فاد زہر یعنے سانپ اور اس کے کاٹنے کا علاج و مفصل حالات مع تصاویر کے قیمت ۱ عہ ایک روپیہ۔

یہ کتابیں کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے مل سکتی ہیں

635

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

16 MAR 1977

6110
٦١١٠

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمی، مجلس انتظامی، ایک وقت میں پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے
مجالس تعلیمات و نصاب، عہدہ داران جامعہ
۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات ملحقہ تین کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ اور اسسٹنٹ
اور اراکین دار الترجمہ دو کتابیں بی اے اور تحقیقاتی جماعتوں کے
۳۔ طلبہ ایم اے، ایل ایل بی اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
کے طلبہ تین کتابیں دو ہفتے تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ دوسرے طلبہ کے حساب
طلبہ پانچ کتابیں مدت مقررہ پر کتابیں واپس لیا جائیگا۔ یا ... کی جائیگی اور اس غرض
۴۔ مدت مقررہ کے بعد کتاب واپس کرنا لازم ہے۔
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائیگا۔
۵۔ بشرط ضرورت کتابیں کو واپس طلب کی جا سکیں گی اور
یہ کتب خانہ کی کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶۔ کتابیں گم ہو جائیں یا خراب ہو جائیں تو مستعیر ذمہ دار ہوگا۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا حاشیہ نہیں لگایا جائے۔
۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں باہر نہیں دی جا سکیں گی۔ فقط

635 ۶۳۵
محبوب عالم
16 MAR 1972